مسلسل اشاعت کے ۲۸ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۴ جلد: ۱۴

ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ اپریل 2010

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لانبی بعدی ولا امۃ بعدی

(البیہقی)

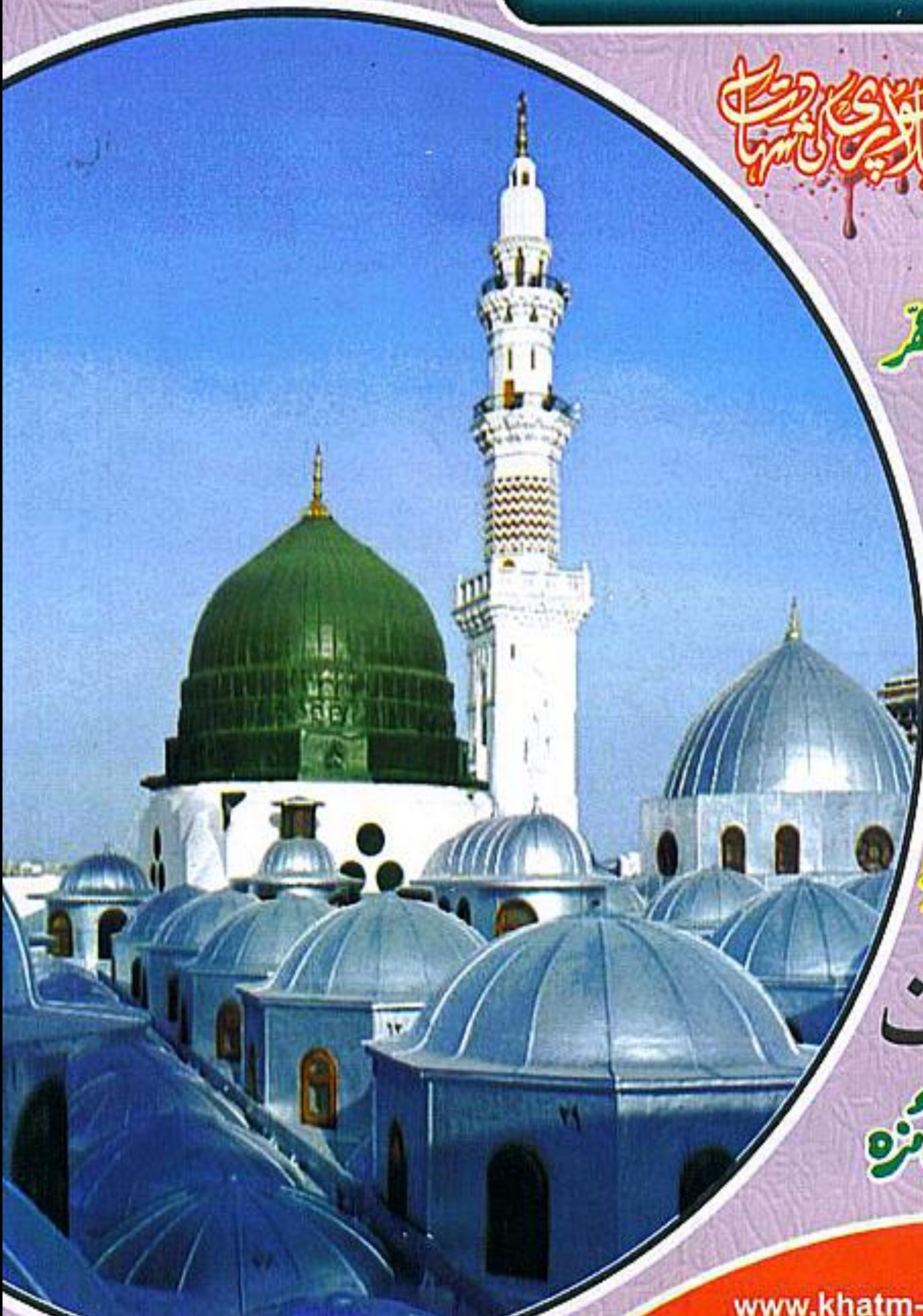

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری کی شہادت

ختم نبوت کانفرنس سکھر کی کارروائی

معاشرتی اصلاح سے متعلق چند زریں ہدایات

برسرِ اقتدار طبقہ کو چند نصائح

اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی جائزہ

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ 4 ● جلد: 14

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486, 4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.AHLEHAQ.INFO

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کی شہادت	مولانا اللہ وسایا	3
حضرت مولانا عبدالغفور ندیمؒ کی شہادت	// //	3
حضرت مولانا فیروز خانؒ کا وصال	// //	3
ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ	// //	3

مقالات ومضامین

نفس وقلب اور اصلاح نفس قرآنی روشنی میں	ڈاکٹر غلام محمد	4
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ اور آپ کے رفقاء کی شہادت	مولانا اللہ وسایا	9
برسراقتدار طبقہ کو چند نصائح	مولانا محمد صدیق جالندھری	14
معاشرتی اصلاح کے متعلق چند زریں ہدایات	مولانا قاری صدیق باندیؒ	23
حضرت مولانا عبدالستار تونسویؒ	مولانا عبدالغفار توحیدی	30

رد قادیانیت

اسلام اور قادیانیت...... ایک تقابلی جائزہ	مولانا غلام رسول دین پوری	37
ختم نبوت کانفرنس سکھر کی کارروائی	ادارہ	42
ختم نبوت کانفرنس سکھر کا خطبہ صدارت	ادارہ	44

متفرقات

احتساب قادیانیت جلد تیئس کا دیباچہ	مولانا اللہ وسایا	47
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	49
تبصرہ کتب	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت!

۱۱؍مارچ ۲۰۱۰ء تقریباً ساڑھے دس بجے حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری اپنے بیٹے حافظ محمد حذیفہ، مولانا مفتی فخرالزمان، جناب عبدالرحمٰن سری لنکن کے ہمراہ مسجد خاتم النبیین گلزار ہجری کالونی سے گھر جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ آگے مین روڈ پر چڑھنے والے موڑ پر پہلے سے گھات لگائے ہوئے دو موٹر سائیکلوں پر سوار ملزمان نے اندھا دھند فائرنگ سے ان حضرات کو شہید کر دیا۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ اور ان کے رفقاء کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ مولانا جلالپوریؒ کی شہادت سے ایسا خلاء واقع ہوگیا ہے جس نے پورے نظم کو متاثر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم حضرات کے خاندان کے جملہ افراد اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس سانحہ پر صبر جمیل نصیب فرمائیں اور اس خلاء کو پر کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

حضرت مولانا عبدالغفور ندیمؒ کی شہادت

اہل سنت والجماعت کے رہنما اور مسجد صدیق اکبر کراچی کے خطیب حضرت مولانا عبدالغفور ندیمؒ پر ۱۱؍مارچ ۲۰۱۰ء کو قاتلانہ حملہ ہوا۔ موقع پر آپ کے ایک صاحبزادہ شہید ہوگئے۔ خود اور ایک اور بیٹا اور ڈرائیور شدید زخمی ہوگئے۔ عباسی ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ دو روز کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور ندیمؒ بھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے رتبہ شہادت پر فائز ہوگئے۔ مسجد صدیق اکبر سے ملحق آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ حق تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں۔ بہت ہی مخلص اور نڈر عالم دین تھے۔ اپنے مشن پر فداء تھے اور فداء ہی ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا فیروز خانؒ کا وصال

جمعیت علماء اسلام کے ممتاز بزرگ اور رہنما، جامع مدنیہ ڈسکہ کے بانی و مہتمم حضرت مولانا محمد فیروز خانؒ گذشتہ دنوں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دعا گو حضرات میں سے تھے۔ بہت ہی شفقتوں سے سرفراز فرماتے تھے۔ دیوبند کے فاضل اور متقی و نڈر رہنما تھے۔ ان کا وصال موت العالم، موت العالم کا مصداق ہے۔ (تفصیلی مضمون آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں) ان سطور کے ذریعہ مرحوم کے صاحبزادگان سے اظہار تعزیت کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل کی توفیق رفیق فرمائیں۔ آمین!

ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ

۴؍اپریل ۲۰۱۰ء کو واپڈا گراؤنڈ سیالکوٹ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ قارئین کے پاس جب یہ شمارہ پہنچے گا تو کانفرنس کے انعقاد میں ایک دو روز باقی ہوں گے۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ کانفرنس کی کامیابی اور بخیر و خوبی انعقاد کے لئے اللہ رب العزت کے حضور دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔

نفس وقلب اور اصلاح نفس ...... قرآنی روشنی میں!

ڈاکٹر غلام محمد

کل کائنات کے مقابلہ میں انسان کو خواہ ''شخص صغیر'' کہئے کہ یہ آفاق تفصیل ظہور کی اجمالی جلوہ گاہ ہے۔ خواہ اس کو ''شخص کبیر'' مانئے کہ اس میں وہ سب کچھ اور اس کے ماسوا بہت کچھ ہے جو آفاق میں پھیلا ہوا ہے۔ بہر صورت مشاہدہ اور وحی دونوں اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ جمع اضداد کا ظہور بڑے زور وشور سے کائنات میں بھی ہے اور انسان کے وجود میں بھی۔ کائنات میں شر اور خیر ہے۔ کفر اور ایمان ہے۔ ضلالت اور ہدایت ہے۔ اور ان کے بیک وقت دو الگ الگ، مظاہر شیطان اور نبی ہیں یا شیطانی ذریت اور وارثان انبیاء ہیں۔ اسی طرح خود انسان کے اندر بدی اور نیکی کا ''الہام'' ہے اور ان کے بھی دو الگ الگ مقامات ہر سینۂ انسانی میں پہلو بہ پہلو رکھے گئے ہیں۔ بدی کا محل ''نفس'' اور نیکی کا محل ''قلب''!

سورۃ والشمس میں شمس وقمر کی کمال تابانی اور رات کی گھٹا ٹوپ سیاہی، آسمان کی ناقابل رسا بلندی اور زمین کی زیر قدم پستی کے تقابل کو کائناتی تخلیق کی تضادی حکمت پر گواہ ٹھہرا کر انسانی وجود کے داخلی جمع تضاد کا ذکر فرمایا گیا ہے:

''فالھمھا فجورھا وتقواھا'' پس اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری کا اس کو القا کیا گیا۔ اور فجور وتقویٰ کے مراکز بھی بتلا دیئے گئے کہ یہ نفس وقلب ہیں۔ محل فجور وعصیاں یعنی نفس کا تعین ملاحظہ ہو: ''ان النفس لامارۃ بالسوء:یوسف'' ﴿بے شک نفس تو حکم کرنے والا ہے بری ہی بات کا۔﴾

چنانچہ اس کے شر وفساد کا ذکر جگہ جگہ آیا ہے۔ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے لڑکوں کو متنبہ فرمایا کہ:

''بل سولت لکم انفسکم امرا:یوسف'' ﴿بلکہ بنائی ہے تمہارے لئے تمہارے نفس نے ایک بات۔﴾ یا مثلاً عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کے اظہار کے لئے بالآخر بول اٹھیں کہ میں نے ان کے نفس کو تحریک کی تھی۔ چونکہ نفس یوسف امارگی سے بالکل پاک تھا۔ اس لئے بات نہ بن سکی ''انا راودتہ عن نفسہ وانہ لمن الصادقین'' ﴿میں نے ہی پھسلایا تھا اس کو اس کے نفس سے اور تحقیق وہ ہی سچوں میں سے ہے۔﴾

''وقلبہ مطمئن بالایمان:نحل'' ﴿اور قلب اس کا مطمئن ہے ایمان پر﴾ ''ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ:تغابن'' ﴿جو اللہ پر کامل ایمان رکھتا ہے۔ اللہ اس کے قلب کو ہدایت کرتا ہے۔﴾ ''فانھا من تقوی القلوب:حج'' ﴿پس تحقیق یہ تعظیم شعائر اللہ قلوب کی پرہیزگاری سے ہوتی ہے۔﴾

نفس وقلب کی باہمی اثر پذیری

قرآن پاک میں غور وفکر سے یہ حقیقت کھلتی ہے کہ ہم نشین ہونے کی وجہ سے نفس وقلب ایک دوسرے سے برابر متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ البتہ اس عالم ناسوت میں قلب کو خارج سے چونکہ غذا بہ آسانی نہیں آتی اور نفس کو شہوات ولذات خوب ملتے رہتے ہیں۔ اس لئے قلب کمزور اور نفس قوی سے قوی تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس قوی ہم نشین کی قوت تاثیر قلب کو متاثر کرکے اس کے جوہر تقویٰ کو خاک میں ملا دیتی ہے اور آخر کار انسان شرف انسانیت سے عاری ہو کر

جانوروں سے بدتر ہوجاتا ہے:’’لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل ‘‘﴿ان کے دل ہیں مگر یہ ان سے سوچتے سمجھتے نہیں۔ان کی آنکھیں ہیں مگران سے دیکھتے نہیں۔ان کے کان ہیں مگران سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ مثل چوپایوں کے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بے راہ ہیں۔﴾

ہاں! قلب کو اگر صالح غذا (ذکر الٰہی) پہنچا کر قوی کر دیا جائے اور نفس کو شہوات کا فاقہ کرا کے مضمحل، تو پھر قلب کی قوت تاثیر نفس کو رام کر دیتی ہے۔اس سے نیکی کا کام لینے لگ جاتی ہے اور پھر بندہ بہیمی سطح سے ابھر کر اپنے اس رتبہ تک پہنچ جاتا ہے کہ جہاں عبد اور رب میں تراضی طرفین ہوجاتی ہے اور بندہ ممدوح رب رحیم بن جاتا ہے۔

’’رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ:مائدہ‘‘﴿اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔﴾

نفس وقلب کے سہ گانہ درجات

قرآن پاک نے نفس کی تدریجی اصلاح اور قلب کے تدریجی بگاڑ کے تین تین درجات قائم کئے ہیں۔ جو سینہ انسانی کے ان ہم جلیسوں کی باہمی اثر پذیری پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

۱...... نفس جب تک درجہ اول میں ہے اپنی اصل سرشت یعنی امارگی کی وجہ سے خدا غافل۔ آخرت فراموش اور محض ہوا پرست ہے۔ اپنی خواہشات کا آپ پجاری ہے۔ چنانچہ قرآن پاک کا بطرز اظہار ارشاد ہے: ’’ارائیت من اتخذ الٰھہ ھواہ:فرقان‘‘﴿کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے۔﴾ نفس کی اس بدمستی سے قلب بھی متاثر ہوجاتا ہے۔ اپنی اصل غذا یعنی ذکر الٰہی سے محروم ہوکر کمزور تو ہو ہی چکا تھا۔ نفس کے تابع ہوکر بیمار پڑجاتا ہے۔’’فی قلوبھم مرض:بقرہ‘‘﴿ان کے دل میں بیماری ہے۔﴾ اب قلب وہ مصفا آئینہ باقی نہیں جو حقائق ملکوتی کی عکاسی کر سکے۔ کیونکہ اس کو زنگ لگ گیا ہے۔’’بل ران علیٰ قلوبھم: زمر‘‘﴿پس تباہی ہے ان کے لئے جن کے دل سخت ہیں۔﴾ ایسا سنگ دل انسان اس قابل نہیں رہتا کہ اس کا کہنا مانا جائے یا اس کی پیروی کی جائے۔’’ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا‘‘ ﴿اور مت کہا مان اس شخص کا جس کے قلب کو غافل کر رکھا ہے ہم نے اپنی یاد سے اور وہ اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔﴾

۲...... البتہ جب انسان عقل سے کام لے کر نفس کی تادیب وتربیت پر کڑی نگرانی رکھتا ہے اور مجاہدہ وریاضت پر کمر کس لیتا ہے تو آہستہ آہستہ نفس کی امارگی دور ہونے لگتی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ اس میں بدی اور نیکی کی تمیز پیدا ہوجاتی ہے اور وہ بدی کی تلخی اور نیکی کی لذت کو محسوس کرنے لگتا ہے۔اس کی کوشش اب نیکی پر قائم رہنے کی ہوتی ہے۔ ہاں! اس کوشش کے باوجود اگر کبھی اس سے کوئی برائی سرزد ہوجاتی ہے تو پھر وہ اس پر بیحد پشیمان ہوتا ہے۔ بہت پچھتاتا ہے کہ ہائے یہ کیا ہوگیا۔ اس درجہ میں قرآن پاک نفس کو’’لوامہ‘‘ ملامت کرنے والا کا نام دیتا ہے۔ ’’ولا اقسم بالنفس اللوامہ:قیامہ‘‘﴿اور قسم کھاتا ہوں ایسے نفس کی جو ملامت کرنے والا ہے۔﴾ نفس کی اس اصلاحی ترقی سے مریض قلب کو صحت کے حصول میں بڑی مدد ملتی ہے۔ وہ نفس کی امارگی کے کلی دباؤ سے نکل کر توبہ وانابت

پرآ جاتا ہے۔ قرآن پاک اب اس کو قلب منیب کے لقب سے یاد کرتا ہے: ’’من خشی الرحمن بالغیب وجاء بقلب منیب ادخلوھا بسلام:ق ‘‘ ﴿جو کوئی اللہ سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور آتا ہے رجوع کرنے والے دل کے ساتھ۔ داخل ہو جا اس (جنت) میں سلامتی کے ساتھ﴾

۳...... تزکیہ نفس کی یہ کوشش جاری رہتی ہے۔ نفس میں نیکی پر قائم رہنے کی قوت بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ پارہ قائم النار ہو جاتا ہے۔ نفس اوامر الٰہی کی پابندی ہی میں اطمینان پاتا ہے۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر اس کو دہری سند ملتی ہے کہ وہ ربانی نگاہ میں اب ’’راضی بہ رضاء حق‘‘ بھی ہے اور ’’رضا یافتہ حق‘‘ بھی۔ اس کو دوہری سند کے ساتھ کمال لطف سے اس کو بارگاہ ربانی میں بلایا جاتا ہے: ’’یاایتھا النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربك راضیة مرضیه:الفجر ‘‘ ﴿اے نفس اطمینان والے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ۔ اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔﴾ جب نفس جو سراسر پلید تھا۔ اس قدر پاک ہو گیا تو اس کا ہم نشین قلب جو محض نفس پلید کے اثر سے مکدر ہو گیا تھا۔ اپنی ساری نورانیت حاصل کر کے ہمہ سلامتی بلکہ خود سلامتی آخرت کی ضمانت بھی بن جاتا ہے: ’’یوم لاینفع مال ولابنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم:الشعراء ‘‘ ﴿جس دن کہ نہ نفع دے گا مال اور نہ بیٹے مگر ہاں جو کوئی اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا ہے۔﴾ یہ قلب سلیم آخرت ہی میں نہیں۔ دنیا میں بھی ممدوح رب رحیم ہے۔ چنانچہ ایسے ہی ایک صاحب دل انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی ناسوتی زندگی ہی میں سراہا گیا ہے۔ ’’ان من شیعته لابراھیم اذجاء ربه بقلب سلیم:والصافات ‘‘ ﴿اور تحقیق اس کے (یعنی نوح علیہ السلام) متبعین میں البتہ ابراہیم تھا جس وقت کہ وہ اپنے رب کے پاس قلب سلیم لے کر آیا۔﴾ تیسرے درجہ پر پہنچ کر ’’فوز عظیم‘‘ ہے۔ نفس مطمئنہ اور قلب سلیم پا کر ایک مسلمان اللہ تبارک وتعالیٰ کا ولی بن جاتا ہے۔ ولایت کبریٰ پر فائز ہو جاتا ہے۔ خوف وحزن اب اس کی زندگی سے دور کر دیا جاتا ہے۔ اب وہ دنیا میں رہے یا آخرت میں پہنچ جائے۔ اس کے لئے سرور ہی سرور کا تیقن ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ قرآن پاک کا پرشکوہ اور یقین بخش فرمان ہے: ’’الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیواة الدنیا وفی الاخرة لاتبدیل لکلمات اللہ ذالك الفوز العظیم:یونس ‘‘ ﴿آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں پر نہ ڈر ہے نہ غم۔ جو ایمان لائے اور پرہیزگار ہیں۔ ان کے لئے خوشخبری ہے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ کی بات اٹل ہے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔﴾

مقدم تزکیہ نفس ہے

تفصیلات بالا سے یہ حقیقت کھل گئی ہے کہ نفس کی تادیب وتربیت یا قرآنی زبان میں تزکیہ نفس ہی کو اصلاح حال میں اولیت حاصل ہے۔ پیغمبر خاتم ﷺ بھی پہلے مزکی ہیں پھر معلم ’’ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة:بقرہ ‘‘ ﴿اور تزکیہ کرتا ہے اور سکھاتا ہے کتاب وحکمت﴾ کیونکہ جنت کی راہ کا اصل روڑا نفس امارہ ہی ہے۔ اس کا تزکیہ ہو جائے تو جنت قدرے فاصلہ وارد کے مصداق ہے۔ ’’ونھی النفس عن الھویٰ فان الجنة ھی الماویٰ:نازعات ‘‘ ﴿اور جس نے باز رکھا اپنے کو خواہش نفس سے تو تحقیق جنت ہے جگہ رہنے کی۔﴾

نفس کے تزکیہ کے بغیر قلب کی آبادی کا سامان کیا بھی گیا تو بقول عارف رومیؒ یہ ایک طفلانہ حرکت ہوگی۔ جس کا نتیجہ حسرت وحرمان کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں کہ ایک طرف گیہوں کا ذخیرہ جمع کیا جارہا ہے۔ یعنی نماز روزہ ہے۔ صدقہ وخیرات ہے۔ تبلیغ وارشاد ہے بھی ہے۔ جہاد وقتال بھی ہے۔ اگر دوسری طرف اس ذخیرہ کو چپکے چپکے چوہے یعنی رزائل نفس ریا عجب، حب جاہ حب مال وغیرہ ہڑپ کئے جارہے ہیں اور حاصل جمع محض صفر آرہا ہے۔ مگر اس پر ذخیرہ کرنے والے کی توجہ نہیں۔ حالانکہ اگر وہ کچھ جمع ہی کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ پہلے چوہوں کا قلع قمع کرے۔ تاکہ اس کا ذخیرہ محفوظ رہے۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں:

ما دریں انبار گندم می کنیم
گندم جمع آمدہ گم می کنیم
می نیندیشیم آخر ما بہ ہوش
کایں غلل در گندم مشااز کر ہوش
موش انبار ماحضرہ زدہ است
دزفش انبا ویران شدہ است
اول اے جان وقع شر موش کن
وانگہ اندر جمع گندم جوش کن

غرض آخرت کی نتیجہ خیزی تزکیہ نفس ہی کی رہین منت ہے۔ قرآنی تصریح ہے:’’ وذالك جزاء من تزکیٰ:طه‘‘ ﴿اور یہی ہے جزا اس شخص کی جو پاک ہو۔﴾

اصلاح نفس کا قرآنی طریق

نفس وقلب کی قرآنی تشریحات کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح نفس کے قرآنی طریق کو بھی اجمالاً پیش کیا جائے۔ قرآن پاک میں سارے اسمائے الٰہیہ میں سب سے زیادہ شدومد اور شرح وبسط کے ساتھ اسم ’’رب‘‘ اور صفت ربوبیت ہی کو پیش کیا گیا ہے۔ قرآن کی پہلی سورۃ کا آغاز الحمدللہ رب العالمین سے اور آخری سورۃ کا آغاز اعوذ برب الناس سے ہوا ہے اور درمیان میں کثرت سے مظاہر ربوبیت کی طرف ذہن انسانی کو متوجہ کیا گیا ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے۔’’کونوا ربانیین:آل عمران ‘‘ ﴿رب والے بن جاؤ۔﴾ یہ کیوں؟۔ اس لئے کہ نفس انسانی جب اپنے رب کے بے پایاں احسانات کو شامل حال پائے گا تو لامحالہ اس کو اپنے مربی اور محسن سے محبت پیدا ہوگی اور جتنا جتنا مشاہدہ ربوبیت میں اس کا انہاک بڑھتا جائے گا اتنی ہی محبت ربانی ترقی کرتی جائے گی۔ یہاں تک کہ رب ہی مربوب کا محبوب مطلق بن جائے گا اور یوں رہنے کو اور بھی محبتیں رہیں گی۔ مگر اس کی محبت ساری محبتوں پر غالب آجائے گی۔’’ والذین آمنوا اشد حبا اللّٰہ:بقرہ ‘‘ ﴿اور جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ ہی کی محبت سب سے قوی رکھتے ہیں۔﴾

اس وفور محبت کی وجہ سے اب وہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ ہی کو یاد کرتا رہے گا۔ تجارت، لین دین اور دنیا

کا کوئی مشغلہ یادالٰہی سے اس کو غافل نہ کر سکے گا۔ اس کو یادالٰہی سوتے جگا دے گی۔ اس کثرت ذکر سے اس کی فکر بھی جاگ اٹھے گی۔ اب دل میں ایک ہی کا خیال، دماغ میں ایک ہی کا تصور اور نگاہ میں ایک ہی کا وجود سما جائے گا۔ نفس وآفاق اس کے لئے آئینہ جمال یار بن جائے گا۔ قرآن پاک کی خبر: ''فاینما تولوا فثم وجه الله: بقره ''﴿سوتم جدھر کو بھی منہ پھیرو بس ادھر ہی اللہ کا چہرہ ہے۔﴾ اس کی معرفت اس کو سوجان سے اپنے رب کریم پر قربان ہونے پر مجبور کر دے گی۔ دل تو تھا ہی گھائل، نفس بھی عاشق ہو کر جہاد مسلسل۔

''جاهدوا فی الله حق جهاده: حج ۸ ''﴿اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ جیسے کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔﴾ کے بغیر تسکین نہیں پا سکے گا۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر بندہ سراپا عمل ہوتا ہے اور اس کے عمل کا ہر پھول محبت الٰہی کی شاخ پر کھلا ہوتا ہے اور نگاہ محبوب میں معتبر ہے۔ ''ولکن البر من آمن بالله...... واولئك هم المتقون: بقره ۳۲ '' بلکہ نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اس کی محبت میں مال تقسیم کرے۔ قرابت داروں، یتیموں مسکینوں، راہ دروں اور مانگنے والوں پر اور گردنوں کے چھڑانے میں اور نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے وعدوں کو پورا کرنے والے جبکہ وہ وعدہ کر چکے ہوں۔ تنگی اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے۔ یہی لوگ ہیں جو سچے اترے اور یہی لوگ تو متقی ہیں۔

اب بندۂ عشق کی ساری عبادتیں، سارے مشاغل حیات بلکہ خود جینا مرنا تک صرف اسی یکتا و یگانہ اللہ (من موہن) کے لئے ہو گیا ہے۔ جو رب العالمین ہے۔ مگر محبت ربانی کی ترقی کا یہ نقطہ آخر نہیں۔ محبت میں ترقی ہوتی رہے گی۔ یہاں تک کہ وہ مقام آئے گا جہاں بندہ پر خود محبت کی حقیقت کھل جائے گی۔ سر عشق ہویدا ہو جائے گا اور وہ دیکھے گا کہ میں کیا اللہ سے محبت کرتا ہوں۔ یہ محبت کی پہل بھی دراصل اس کی طرف سے ہے۔ نیز جس کو اپنی محبت سمجھتا تھا وہ تو اس کی محبت کی محض انعکاسی تنویر ہے۔

''یحبهم ویحبونه: المائده ''﴿اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔﴾
پس اپنا کچھ بھی نہ نکلا۔ وہی وہ ہے۔ ''هو الاول والآخر والظاهر والباطن: حدید ''(وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن۔)

یہ مقام حیرت ہے۔ یہاں بڑے سے بڑا گم اور گنگ ہے:

عقل اینجا ساکت آمد یا مضل
زانکه دل باا وست یا خود اوست دل

صوفیائے کرام اپنی اصطلاح میں اس کو ''فناء الفناء'' کہتے ہیں۔ نفس کا یہ مرتبہ عالی۔ قرآنی اعتبار سے اپنی ریاضت ومجاہدہ سے نہیں۔ بلکہ محض رب حقیقی کے رحم وکرم سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا گیا ہے:

''ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی: یوسف ''﴿بیشک نفس تو بڑا ہی بری باتوں پر ابھارنے والا ہے۔ بجز اس کے کہ میرا رب ہی رحم فرمائے۔﴾

اللہ تعالیٰ راقم عاجز اور ہر طالب صادق کو اپنے رحم خاص کے لئے قبول فرمائے۔ آمین!

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ اور آپ کے رفقاء کی شہادت!

مولانا اللہ وسایا

۱۱ر مارچ ۲۰۱۰ء بعد از عشاء گلزار ہجری کالونی نزد مسجد خاتم النبیین کراچی میں مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اپنے تین رفقاء سمیت شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کے والد گرامی کا نام شوق محمد صاحبؒ تھا۔ یہ جام برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ جلال پور پیروالا تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں ایک موضع کا نام نورا جا بھٹہ ہے۔ جام شوق محمد صاحبؒ اس موضع کے نمبردار تھے۔ آپ حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے بیعت تھے اور اپنے دور کے تمام معروف صوفیائے کرام و بزرگان عظام کے خوشہ چین تھے۔ جام شوق محمد صاحبؒ کے گھر میں ۱۹۵۶ء میں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام سعید احمد رکھا گیا۔ جو بعد میں مولانا سعید احمد جلال پوری کے نام سے جانے پہچانے گئے۔

مولانا سعید احمد جلالپوریؒ نے ابتدائی تعلیم گھر کے قریب مولانا عطاء الرحمٰن و مولانا غلام فرید سے حاصل کی۔ ۱۹۷۱ء میں مدرسہ انوریہ حبیب آباد میں داخل ہوئے۔ مدرسہ انوریہ حضرت مولانا حبیب اللہ گمانویؒ کا قائم کردہ ہے۔ مولانا گمانویؒ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ اتنے بڑے عالم کہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے ایک بار ان سے ملاقات کے لئے گمانی بستی طاہر والی نزد چینی گوٹھ کا سفر کیا۔ مولانا حبیب اللہ نے اپنے شیخ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے نام پر مدرسہ انوریہ قائم کیا تھا۔ ۱۹۷۱ء میں مولانا سعید احمد جلالپوریؒ یہاں پڑھتے رہے۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی اور ان کے شاگرد مولانا قاری اللہ بخش بھی یہاں مدرس تھے۔ مولانا جلالپوریؒ نے ابتدائی کتب کی ایک سال یہاں تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۴ء تک تین سال گویا ثانیہ سے رابعہ تک کی تعلیم مولانا سعید احمد جلالپوریؒ نے مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر میں استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمد نعمانی سے حاصل کی۔

(طاہر والی اور ظاہر پیر کے دونوں اساتذہ کا نام منظور احمد نعمانی تھا۔ طاہر والی والے مولانا منظور احمد کا انتقال ہوگیا ہے۔ بہت بڑے عالم دین تھے۔ معقول و منقول کے نامور استاذ تھے۔ مولانا منظور احمد نعمانی ظاہر پیر والے بھی بہت ہی فاضل یگانہ عالم دین ہیں۔ زندہ سلامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت با کرامت رکھیں۔)

۱۹۷۵ء میں مولانا سعید احمد جلالپوریؒ دارالعلوم کبیر والا میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۷ء میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں پڑھتے رہے اور یہیں سے دورہ حدیث شریف مکمل کیا۔ کراچی بورڈ سے میٹرک، ایف اے اور فاضل عربی کے امتحان پاس کئے۔

جامعۃ العلوم الاسلامیہ سے فراغت کے بعد جامعہ ہی کی شاخ معارف العلوم پاپوش نگر کے نگران اور مدرس رہے۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں ابتدائی مدرس بھی رہے۔ اس زمانہ میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے ترجمان

ماہنامہ بینات کے مدیر حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تھے۔ جامعہ ہی کی طرف سے مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کو بینات کے کام کے لئے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا معاون مقرر کیا گیا۔ تب حضرت لدھیانویؒ کا جامعہ کے دارالافتاء کے ساتھ والے کمرہ میں دفتر قائم تھا۔ مولانا منظور احمد الحسینیؒ، مولانا سعید احمد جلالپوریؒ دونوں حضرات کی جوڑی بھی یہاں بنی۔ تب بینات کا کام مولانا سعید احمد جلالپوریؒ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام مولانا منظور احمد الحسینیؒ حضرت لدھیانویؒ کی زیر سرپرستی انجام دیتے تھے۔

حضرت مولانا حبیب اللہ مختارؒ کے دور اہتمام میں جب جامعہ میں ایک ایک کلاس کے کئی کئی سیکشن بنے تو حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں اپنا دفتر قائم کیا۔ تصنیف وتالیف، دارالافتاء، ختم نبوت، بینات، تمام شعبوں کا کام یہاں ہونے لگا۔ مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کو بھی حضرت لدھیانویؒ کی بغل میں نشست مل گئی۔ اب مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے شب روز حضرت لدھیانویؒ کی زیر تربیت گزرنے لگے۔ اللہ رب العزت گواہ ہے کہ مولانا جلالپوریؒ نے اپنے شیخ کی اطاعت میں بھی وہ کمال دکھایا کہ اگر اس مجاہدہ پر کوئی ڈگری جاری کی جاتی ہوتی تو مولانا پی ایچ ڈی کے اعزاز کے مستحق تھے۔ اپنے شیخ کے چشم وابرو کے اشارہ پر سراپا تعمیل ہوتے کہ رشک آتا تھا اور حضرت لدھیانویؒ نے بھی جس اعتماد وشفقت کا معاملہ کیا۔ اسے دیکھ کر بھی اب منکشف ہوتا ہے کہ دونوں طرف سے یعنی طلب ورسد دونوں میں کوئی کمی نہ تھی۔

یہی وجہ ہے کہ جب حضرت لدھیانویؒ نے جام شہادت نوش کیا تو بلاشرکت غیرے اور بغیر کسی اختلاف کے سب نے حضرت شہیدؒ کی مسند پر مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کو مسند نشین بنادیا۔ خوب یاد ہے کہ فقیر اس مجلس میں موجود تھا جس میں حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی صاحبؒ نے مولانا جلالپوریؒ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ کی نسبت خدمت واطاعت کے باعث اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنیؒ میں منتقل فرمادی تھی۔ مولانا جلالپوریؒ نے وارفتگی کے عالم میں عرض کیا کہ حضرت میرے لئے بھی دعا فرمادیں کہ ایسے ہوجائے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا مولوی صاحب ایسے ہوچکا۔ یہی تو کہہ رہا ہوں۔ زہے نصیب جلالپوریؒ، پھر دنیا نے دیکھا کہ فتنوں کے تعاقب، قادیانیت کے استیصال، درس وتدریس، وعظ وتبلیغ، ذکر وفکر، خانقاہ ومدرسہ، جامعہ ودارالافتاء، ماہنامہ بینات ہفت روزہ ختم نبوت، مجلس تحفظ ختم نبوت مرکز ملتان وکراچی ولندن، حج وعمرہ، اعتکاف وخطابت، قبولیت وہردلعزیزی میں محبوبیت کے ہر زینہ پر اپنے شیخ حضرت لدھیانویؒ کی سی جامعیت وپرتو کا مظہراتم مولانا سعید احمد جلالپوریؒ بن گئے۔

علامہ مولانا شبیر احمد عثمانی نے مسلم کی شرح فتح الملہم لکھنی شروع کی۔ نامکمل رہ گئی۔ مولانا تقی عثمانی نے تکمیل فرمادی۔ شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ نے ترمذی کی شرح لکھنی شروع کی۔ نامکمل رہ گئی تو اہل علم حضرات نے کہا کہ مولانا عثمانی صاحب کو مولانا تقی مل گئے۔ حضرت بنوریؒ کی شرح کے لئے کوئی تقی مل نہ سکا۔ بعینہ یہی کہ مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کے خلاء کو پر کرنے کے لئے تو مولانا سعید احمد جلالپوریؒ مل گئے۔ اب مولانا جلالپوریؒ کے خلاء کو کون پر کرے گا۔ تاریخ ہی اس کا فیصلہ کرے گی۔ ابھی تو

تصفیہ طلب ہی ہے۔

مولانا سعید احمد جلالپوریؒ جب حضرت لدھیانویؒ کی زیرنگرانی جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں واقع حضرت لدھیانویؒ کے دفتر میں کام کررہے تھے تب ۱۴۰۰ھ میں فقیر نے بحری جہاز سے حج کا سفر کیا۔ اس زمانہ میں مولانا سعید احمد جلالپوریؒ سعودی عرب میں تقسیم کے لئے ڈاکٹر سلام قادیانی کے خلاف ایک ہینڈ بل عربی میں لکھا ہوا دینے کے لئے سی پورٹ پر تشریف لائے۔ پھر تو پاکستان، برطانیہ، حجاز مقدس، سری لنکا، کئی اسفار میں ساتھ رہا۔ عمر کے علاوہ باقی ہر بات میں بڑے وہ تھے۔ اتنے بڑے کہ ان کی گرد راہ کو فقیر نہیں پاسکتا۔ ۲۰رفروری سے ۲۷رفروری ۲۰۱۰ء تک کے فقیر کے کراچی میں پروگرام تھے۔ ان پروگراموں میں ساتھ رہا۔ منظور کالونی مسجد مریم میں حضرت مولانا عبدالقیوم نعمانی صاحب کے ہاں ختم نبوت کا جلسہ تھا۔ مولانا سعید احمد جلالپوریؒ نے فقیر سے قبل بیان کیا۔ آخر میں فقیر کا اعلان کیا۔ وہ قدرے طویل تھا۔ مولانا جلالپوریؒ سٹیج سے اترے تو فقیر بھی ساتھ اتر آیا۔ مولانا عبدالقیوم نعمانی، مولانا جلالپوریؒ، فقیر، مسجد مریم کے ہال میں جمع ہوگئے۔ فقیر نے عرض کیا کہ مولانا جلالپوری صاحبؒ آپ نے جس خوبصورتی سے میرا تعارف کرایا اسے سن کر تو مرنے کو جی چاہتا ہے۔ تاکہ آپ خوبصورت تعزیتی مضمون لکھ دیں جس کا ابھی متن بیان کیا۔ تینوں ہنسی خوشی ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ فقیر کی یہ آخری ملاقات تھی۔ اگلے روز شام کو فون پر بتایا کہ گڈو پہنچ گیا ہوں۔ فقیر نے عرض کیا کہ آپ تو ٹنڈوالہ یار خان گئے تھے۔ فرمایا وہاں حاضری تھی۔ پھر خانقاہ سراجیہ حضرت قبلہ سے ملاقات زیارت ودعا کے لئے جارہا ہوں۔ گڈو پہنچا ہوں۔ اس سے اگلے روز فرمایا کہ فلاں ساتھی کا فون چاہئے۔ فقیر نے مولانا ساقی بہاولپور کے ذمہ لگایا۔ انہوں نے آپ کو نمبر بتایا۔ پھر تھوڑی دیر بعد فون آیا کہ نمبر مل گیا۔ فون پر بات ہوگئی اور کام بھی ہوگیا۔ شہادت والے دن قبل از ظہر فون کیا۔ یہ آخری بات تھی۔ عشاء کے بعد دفتر ختم نبوت گمبٹ میں اپنی تقریر کی باری کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ برادر انوارالحسن کا فون آیا اور پھر اندھیرا چھا گیا۔ اگلے دن جنازہ ہوا۔ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ نے جنازہ پڑھایا۔ لیجئے! مولانا سعید احمد جلالپوریؒ پورے قافلہ کے ساتھ اپنے شیخ کے قدموں میں ابدی نیند سوگئے:

ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ امواتا۰ بل احیاء ولکن لاتشعرون!

جمعرات کو شہادت، جمعہ کو جنازہ وتدفین۔ ہفتہ کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں تعزیتی ریفرنس کے لئے جامعہ وعالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں بالخصوص وفاق المدارس کے صدر جامعہ فاروقیہ کے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان وحضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کا خطاب۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا منظور احمد نعمانی شیخ التفسیر، مفتی محمد ظفر اقبال، شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع عثمانی، شیخ الحدیث مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا قاری محمد حنیف مہتمم جامعہ خیرالمدارس، قاری محمد عثمان، قاری شیر افضل، مولانا عبدالقیوم نعمانی، مولانا زبیر احمد صدیقی شجاع آباد، مولانا تنویر الحق تھانوی اور دیگر سینکڑوں علماء ومشائخ کا دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تشریف لاکر مولانا شہیدؒ کے عزیزان، برادران، عالمی مجلس کے رہنماؤں سے اظہار تعزیت۔ مولانا زاہدالراشدی، مولانا سید عبدالمجید ندیم، مولانا عبدالحفیظ مکی، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا قاری محمد ادریس ہوشیارپوری، ڈاکٹر

خادم حسین ڈھلوں، سید کفیل بخاری، جناب عبداللطیف چیمہ ایسے سینکڑوں حضرات کا فون سے اظہار تعزیت۔ بس مجنوں جو مرگیا تو جنگل اداس ہے کا منظر ہے۔

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا رب نواز، مولانا محمد اعجاز، مولانا محمد انس، حافظ احمد، مولانا قاضی احسان احمد، جناب رانا انور صاحب اپنے رفقاء سمیت تعزیت کے مستحق ہیں۔

بھاری جسم، بھرپور گھنی اور کنڈل بالوں والی داڑھی، کھلا کتابی چہرہ، پکا رنگ، ہنس مکھ چہرہ، متوسط قد، اجلا لباس، چلنے میں، بولنے میں علم وفضل کی چھاپ، پہلے ایک حادثہ میں پاؤں پر چوٹ لگی تو لاٹھی رکھنی شروع کی۔ اب وہ بھی چھوڑ دی تھی۔ چاک وچوبند، معمولات پر کاربند، بیسیوں حج وعمرہ کی سعادتیں دامن میں سمیٹے ہوئے، کامیاب وبامقصد زندگی گزار کر خود سرخرو ہوگئے اور پسماندگان کو غمزدہ کر گئے۔ یہ تھے مولانا سعید احمد جلالپوریؒ!

مولانا مفتی فخر الزمان شہیدؒ

مولانا مفتی فخرالزمان، نوجوان عالم دین، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فارغ التحصیل، متعدد دینی اداروں میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے والے، نوجوان مجاہد، بھرپور پھرتیلا، متحرک، ذہین وفطین نوجوان، زیرک ومعاملہ فہم، بے پناہ کارکن، انکساری کا پیکر، محنت کے خوگر، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر رحم کرنے کا عادی، قد درمیانہ، جسم ہلکا، آنکھوں پر عینک، سادہ لدھیانوی ٹوپی سر پر، فاقہ مست، درویش صفت۔

یہ تھے مولانا فخرالزمان جو تحصیل تونسہ کے معروف قصبہ وہواء کے رہنے والے تھے۔ دوسال ہوئے بڑی سج دھج سے شادی ہوئی۔ کئی بار گھر امید ہوئی۔ لیکن اسقاط ہوگیا۔ علاج جاری، دعاؤں کا سلسلہ ساری۔ لیکن شہادت پر راز کھلا کہ وہ اولاد کے لئے نہیں جنت کے لئے تخلیق کئے گئے تھے۔

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کا وہ بے پناہ احترام کرتے تھے۔ مولانا جلالپوریؒ بھی انہیں اپنی اولاد کی طرح عزیز گردانتے تھے۔ گھر کے اکثر امور ان سے وابستہ کر رکھے تھے۔ صبح وشام کا ساتھ رہا اور ایسا کہ اب قیامت کو بھی ساتھ اٹھیں گے۔ زہے نصیب فخرالزمان واقعی تو اسم بامسمّٰی ہی نکلا۔ یہ بھی مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے ساتھ ۱۱؍مارچ کو شہادت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

جناب حافظ محمد حذیفہ

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے ساتھ مرتبہ شہادت پر سرفراز ہونے والے تیسرے آپ کے صاحبزادہ حافظ محمد حذیفہؒ تھے۔ ماشاءاللہ اٹھتی جوانی، قد کاٹھ قابل دید، بھرواں جسم، سانولا من بھاتو لا معصوم پھول جیسا چہرہ، عقابی آنکھوں پر چشمہ کی سجاوٹ، خوب بھولی بھالی ادائیں، جامعۃ العلوم الاسلامیہ سے حفظ مکمل کیا۔ حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ نے اسے جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی زیرنگرانی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ فقیر نے عرض کیا کہ مولانا آپ کراچی، بیٹا سینکڑوں میل دور دیہاتی شہر کہروڑ پکا۔ یہ کیا فیصلہ کیا؟۔ تو فرمایا کہ یہ بڑا ہو رہا ہے۔ اٹھتی جوانی ہے۔ حضرت مولانا

شیخ الحدیث عبدالمجید صاحب کی خدمت میں بھیج دیا۔ امید ہے کہ پڑھ جائے گا۔ ورنہ آپ کی صحبت کے فیض سے انسان تو یقیناً بن جائے گا۔ یہی چاہئے اور بس۔

فقیر راقم کی ۴؍ مارچ کو ختم نبوت کانفرنس کہروڑپکا پر اپنے اس عزیز محمد حذیفہ سے سٹیج پر ملاقات ہوئی۔ جب شہادت کی خبر ملی تو بات سمجھ نہ آتی تھی کہ وہ کہروڑپکا، وقوعہ کراچی؟۔ معلوم ہوا دو روز قبل مولانا جلالپوریؒ نے بیٹے کو کراچی بلوایا۔ پہلے وہ کراچی آنے کی اجازت مانگتا، نہ دیتے تھے۔ اب کے خود بلوالیا۔ شہادت کے روز دفتر سے مسجد جانے لگے تو حذیفہ کو گھر سے ساتھ لیا۔ مسجد خاتم النبیین سے واپسی پر بلا کر پھر ساتھ بٹھایا۔ آگے چلے تو باپ بیٹے کا ایک ساتھ ایسے سفر ہوا کہ یادگار و قابل رشک۔ لیجئے! حذیفہ اس نوعمری میں نہ زیادہ پڑھا نہ پڑھایا۔ نہ کمایا نہ کھایا۔ لیکن جنت نشین ہوگیا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے اگلے دن تعزیت کے لئے کراچی کا سفر کیا۔ اپنے عزیز شاگرد حذیفہ کی قبر پر کھڑے، تو ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ پھر دوسری بار تذکرہ ہوا تو اتنے روئے کہ دل کی تکلیف شروع ہوگئی۔ لیجئے! حذیفہ کی سعادت مندی، اس سج دھج سے جانے پر اساتذہ کے استاذ بھی دل گرفتہ۔ لیکن یہ راز بھی کھل گیا کہ استاذ کو اپنے شاگرد سے اپنی اولاد کی طرح محبت ہونی چاہئے۔ جیسے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کو عزیزی حذیفہ سے۔

جناب عبدالرحمٰن سری لنکن شہیدؒ

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے ساتھ شہید ہونے والے چوتھے جناب عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ یہ عمر کے اعتبار سے پچاس ساٹھ کے پیٹے میں ہوں گے۔ دراز قد، تیز و تیکھے خدوخال، حسن کی تمام رعنائیوں پر نیکی کی گہری چھاپ، معصوم وخوبصورت ادا، سانولا چمکیلا رنگ، اصلاً سری لنکا کے پیدائشی، کراچی امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار، کبھی سری لنکا کبھی کراچی، یہی حال بال بچوں کا بھی۔ کبھی ادھر کبھی ادھر۔ بچے تعلیم کے لئے سری لنکا، اہلیہ بھی ان کے ہمراہ سری لنکا۔ بھائی عبدالرحمٰن اپنے دفتر سے فارغ ہوتے تو مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے ساتھ اور ایسے ساتھ کہ اب قیامت و جنت کا بھی ساتھ ہوگیا۔

شہادت کے روز مولانا مفتی رضوی نے فقیر کو فون کیا کہ کیا خبر ہے۔ تفصیل بتا کر معلوم کیا کہ عبدالرحمٰن صاحب کے جنازہ و تدفین کیا کیا کرنا ہے۔ کراچی یا سری لنکا۔ تو فرمایا کہ میں عبدالرحمٰن صاحب کے گھر بیٹھا ہوں۔ ان کے والد گرامی میرے ساتھ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ عبدالرحمٰن اس دفعہ کراچی جاتے ہوئے اہلیہ کو کہہ گئے تھے کہ اگر مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کے ساتھ میری شہادت ہوئے تو ان کے ساتھ دفن کردینا۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ فرمایئے اسے حسن اتفاق کہیں گے یا قدرت کی دین۔ جو بھی فرمائیں بہرحال جو سنا وہ عرض کردیا ہے اور بس، تو پھر بس ہی بھلی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش نازل فرمائیں۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب ہو۔ پسماندگان کو صبر جمیل:

رفتند ولے نہ از دل ما

برسراقتدار طبقہ کو چند نصائح!

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق جالندھری

ایوان اقتدار سے مراد صدر مملکت، وزیراعظم اور دیگر وزراء جو ملک کی باگ دوڑ سنبھالے ہوئے ہیں۔
حاضری کا مقصد: حضورﷺ کی ایک حدیث مبارک سنانا ہے: حدیث شریف: حضورﷺ نے فرمایا کہ:"
الدین النصیحة ۰ النصیحة للّٰه ولکتابه ولرسوله ولأئمة المسلمین وعامة الناس"
نصیحت کا مفہوم: نصیحت ہر وہ بات یا عمل جو اخلاص سے ہو اور جوڑ پیدا کرنے کے لئے ہو۔ عام طور پر اس کا معنی خیر خواہی کا لیا جاتا ہے۔

النصیحة للّٰه کا مفہوم: النصیحة للّٰه کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ اس سے شرک کی نفی کرنا۔ اس کی جملہ صفات کمالیہ کو ماننا اور اس کو جملہ نقائص سے پاک ماننا۔ اس کی اطاعت پر کمربستہ رہنا اور نافرمانی سے بچنا۔

النصیحة لکتاب اللّٰه کا مفہوم: النصیحة لکتاب اللّٰه کا مفہوم یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے مخلوق کی کلام کے مشابہ نہیں ہے۔ اس کی تعظیم کرنا تلاوت کرنا، اور اس کے احکام پر عمل کرنا۔

النصیحة لرسوله کا مفہوم: النصیحة لرسوله ! کا مفہوم یہ ہے کہ اس کی رسالت کا اقرار کرنا اور بجمیع ماجآء به النبی ﷺ پر ایمان لانا اور اس کے اوامر ونواہی میں اطاعت کرنا۔ ان کے دین کی مدد کرنا۔ ان کے بتلائے ہوئے آداب اختیار کرنا۔ آپ ﷺ کے اہل بیتؓ اور اصحابؓ کی محبت دل میں جاگزین کرنا۔ یہ حقوق تمام مخلوق پر واجب ہیں۔

النصیحة لائمة المسلمین کا مفہوم: النصیحة لائمة المسلمین ! کا مفہوم یہ ہے کہ حق پر ان کی معاونت کرنا اور ان کی اطاعت کرنا اور ان کی اطاعت سے تلوار لے کر خروج نہ کرنا۔ لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت نہ کرنا رعایا میں بغاوت اور شورش پیدا کرنے سے پرہیز کرنا۔ یہ ائمہ مسلمین کے رعایا پر حقوق ہیں۔

النصیحة لعامة المسلمین کا مفہوم: یہ ہے کہ ان کے مصالح کی رعایت کرنا ان کو تکلیف دینے سے پرہیز کرنا ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرنا۔ اس حدیث پاک کے پیش نظر چند امور مفہوم ہوں گے:

۱...... تمام مخلوق پر اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور قرآن پاک پر عمل ضروری ہے۔

۲...... ائمہ مسلمین پر لازم ہے کہ اپنی رعایا کی بھلائی اور خیر خواہی کے اقدام کریں۔

۳...... رعایا پر لازم ہے کہ ائمہ مسلمین کی خیر خواہی کریں اور ان کو خیر خواہانہ مشورے دیں۔ اس لئے جان لینا چاہئے کہ حکام بالا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے بالاتر نہیں۔ حاکم اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور تمام حکام کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہئے اور قرآن وحدیث کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا

ہے:’’الاکلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ‘‘ اپنے اپنے درجے کے مطابق تم سب حاکم ہو اور تم سب سے اپنے رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے رعایا سے انصاف کیا؟۔ ان کے حقوق ادا کئے؟۔ ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے مامور کیا؟۔ جتنا بڑا حاکم ہوگا اتنا ہی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ صدر مملکت اور وزیراعظم بڑے حاکم ہیں۔ ان سے سب ملک کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ اس لئے اپنی حکومت کے دوران تمام رعایا کے حالات سے آگاہی اور ان کی خیرخواہی کرنی چاہئے۔ خصوصاً غرباء کی دیکھ بھال اور معذور طبقے کی نگرانی اولین فرض ہے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے غلام کو ہدایت جاری فرمائی کہ جنگلات سے غریبوں کے جانوروں کو نہ روکنا۔ حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ کے اونٹوں کو بے شک روک دینا۔ تھوڑی بکریوں اور تھوڑے اونٹوں والوں کو نہ روکنا۔ کیونکہ اگر ان کے جانور ہلاک ہوگئے تو بیت المال پر بوجھ پڑے گا۔

شروع میں ذکر کی گئی حدیث کے پیش نظر رعایا پر لازم ہے کہ ائمہ مسلمین کی خیرخواہی کریں اور خیرخواہانہ طرز عمل اختیار کریں۔ بغاوت اور شورش سے پرہیز کریں۔ اس لئے حدیث پاک پر عمل کرنے کی غرض سے جسارت کر رہا ہوں اور خیرخواہانہ مشورے جو ایک طالب علم کے ذہن میں گردش کر رہے ہیں۔ ان کو ذکر کرتا ہوں۔ ملک میں سردست گھمبیر مسائل جو درپیش ہیں۔ ان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے:

۱...... ملک میں اسلامی نظام کی ترویج وتکمیل۔
۲...... ملک میں امن کے لئے دہشت گردی کا سدباب۔
۳...... ملک کو غیرملکیوں کے چنگل سے نجات دلانا۔
۴...... ملکی ترقی کے لئے تدابیر پر غور کرنا۔
۵...... غیرملکی قرضہ جات کی ادائیگی اور اس کی تدابیر۔
۶...... مزدوروں اور کسانوں کی زندگیوں میں تبدیلی لانا۔
۷...... ملک سے رشوت، ظلم اور خودغرضی کے رجحان کو ختم کرنا۔

ملک میں اسلامی نظام کی ترویج وتکمیل

۱...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:’’ان الدین عند اللہ الاسلام‘‘ پسندیدہ قانون اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے۔

۲...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:’’ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ‘‘ جو اسلام کے علاوہ قانون سازی کرے گا اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

۳...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:’’ومن لم یحکم بماانزل اللہ فاؤلٓئک ھم الظالمون‘‘

۴...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:’’ومن لم یحکم بماانزل اللہ فاؤلٓئک ھم الفاسقون‘‘

۵...... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:’’ومن لم یحکم بماانزل اللہ فاؤلٓئک ھم الکافرون‘‘

اسلام کا نظام عدل جب تک قائم رہا حکومت اسلامیہ ترقی کرتی رہی۔ جب اسلامی نظام عدل ترک کر

کے بادشاہ عیش وعشرت میں پڑ گئے۔ رعایا سے عدل کرنے کی بجائے ظلم کرنے لگے۔ رعایا کے حقوق پامال کر کے ظلم کرنے لگے تو حکومت اسلامیہ کو زوال آ گیا جواب تک بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ جب تک حکمران اسلامی نظام عدل کی طرف نہیں لوٹیں گے اور خودغرضی چھوڑ کر ایثار نہیں اپنائیں گے حکومت اسلامیہ کی ترقی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے اسلامی قانون نافذ کرنا ملکی ترقی اور ملکی امن کے لئے ضروری ہے۔ اگر ہماری عدالتیں انصاف کرنے لگ جائیں اور حکومت اسلامی تقاضے پورے کرنے لگ جائے تو اسلام کی ترویج وتکمیل ہوسکتی ہے۔

خاندان مغلیہ کے بادشاہوں نے اسلامی نظامِ عدل قائم کیا۔ ہندوستان پر تقریباً ایک ہزار سال تک حکومت کی۔ ایک ہندو مؤرخ لکھتا ہے کہ: ''میں حیران ہوں کہ ایک اقلیت نے ہزار سال ہندو اکثریت پر کیسے حکومت کر لی۔'' سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے اسلامی نظام عدل قائم رکھا۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے برما سے لے کر افغانستان تک اکیاون سال تک حکومت کی۔ عدل گستران کا لقب تھا۔ اتنا دوام حکومت کو نظامِ عدل قائم کرنے سے حاصل ہوا۔ ظلم کی حکومت تادیر قائم نہیں رہتی۔ ظالم بادشاہ اللہ تعالیٰ نافرمان امت پر عذاب کے طور پر مسلط کرتے ہیں۔ جب امت توبہ کر لیتی ہے تو اللہ پاک عادل حکومت قائم فرمادیتے ہیں۔

ایک تاریخی واقعہ یا حادثہ

تقریباً ایک ہزار سال تک دنیا پر اسلام کا رعب قائم رہا۔ بادشاہوں نے جب اسلام سے روگردانی اختیار کی تو انگریز کا رعب قائم ہوا۔ ہندوستان سمیت اکثر ممالک پر برطانیہ کی حکومت قائم ہوئی۔ برطانیہ نے جمہوریت کے عنوان سے قانون بنایا اور اس میں سود کو قانونی تحفظ دیا جس سے امیر، امیر ترین اور غریب، غریب ترین ہوتا گیا۔ دنیا ایک صدی میں جمہوریت سے تنگ آ گئی تو روس نے غریبوں، مزدوروں کو اکسا کر جمہوریت کے خلاف سوشلزم کا نعرہ لگایا۔ روٹی، کپڑا، مکان کا پرفریب نعرہ لگا کر ایک بڑی حکومت قائم کر لی۔ لیکن غریب عوام کو اس سے بھی کچھ نہ ملا۔ ستر سال کے اندر غریب مزدور کی چیخیں نکلنے لگیں۔ دنیا اب دونوں نظاموں یعنی جمہوریت اور سوشلزم سے تنگ آ چکی ہے۔ اس لئے دُنیا امن کی متلاشی ہے اور پھر سے اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ اس لئے ملک میں اسلامی نظام عدل قائم کرنا ائمہ مسلمین کا فریضہ ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کی ترویج وتکمیل فرماویں۔

نفاذ اسلام کی عملی شکل

یعنی کن خطوط پر کام کیا جائے کہ مختصر وقت میں تشکیل اسلام مکمل ہو۔ اللہ رب العزت نے حکام کے لئے اولین ہدایت جو جاری کی ہے۔ وہ یہ کہ اقامت صلوٰۃ کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم ہو اور اداء زکوٰۃ کریں۔ تاکہ غریب پروری ہو اور امر بالمعروف کریں۔ تاکہ ملک میں امن اور نیکی پھیلے اور نہی عن المنکر کریں۔ تاکہ ملک سے دہشت گردی، چوری، ڈاکہ، زنا جیسے جرائم ختم ہوں اور ان کے لئے جو خدائی احکام ہوں ان کو نافذ کریں۔

ملک سے دہشت گردی کا سدباب

انسداد دہشت گردی سے پہلے معلوم ہونا چاہئے کہ دہشت گردی کی تعریف کیا ہے؟۔ دہشت گردی کہتے

ہیں طاقت کے زور سے کمزور کو رائے بدلنے پر مجبور کر دینا۔ اس طرح ہر طاقتور جو اپنی طاقت سے کمزوروں کو رائے بدلنے پر مجبور کرے وہ دہشت گرد ہے۔ اس کے پیش نظر جو ملک دوسرے ملک پر قبضہ کرتا ہے وہ دہشت گرد کہلائے گا۔ کشمیر، افغانستان، چیچنیا، بوسنیا اسی دہشت گردی کا شکار ہیں۔ نیز حق خودارادیت کو پامال کرنے والا بھی دہشت گرد کہلائے گا۔ اسلامی نظام کو ختم کر کے جمہوریت کو طاقت کے زور سے مسلط کرنا بھی دہشت گردی کی تعریف میں شامل ہوگا۔ اس بناء پر کشمیری عوام، افغانستان میں غیر ملکیوں سے اپنے ملک کو پاک کرنے کی جدوجہد کرنے والے طالبان، چیچنیا کے مجاہد دہشت گرد نہیں کہلائیں گے۔ بلکہ اپنی آزادی کی کوشش کرنے والے مجاہد ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو اپنا گھر بچاتا ہوا، مال بچاتا ہوا، عزت بچاتا ہوا قتل ہو جائے۔ وہ شہید ہے۔''

لہٰذا دوسرے کے گھر پر قبضہ کرنے والا، عزت لوٹنے والا، مال چھیننے والا دہشت گرد کہلائے گا۔ علیٰ ہذا بے گناہوں کو پکڑ کر دہشت گردی کے جرم میں پھنسانے والا دہشت گرد کہلائے گا۔ جھوٹا مقدمہ درج کرا کر عدالت کے ذریعے اپنے حق میں فیصلہ کرا لینے والا بھی دہشت گرد کہلائے گا۔ اس کے بعد اب دیکھنا ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی کون کر رہا ہے جس کا سد باب ضروری ہے۔ جو لوگ حکومت پاکستان کو تسلیم کرتے ہیں اور بغاوت نہیں کرتے اور حکومت سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں وہ دہشت گرد نہیں کہلائیں گے۔ حقوق دبانے والے دہشت گرد ہوں گے۔ موجودہ صورت حال کے پیش نظر جو طالبان حکومت کو تسلیم کرتے ہیں اور اسلامی نظام عدل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ وہ آئین میں رہ کر اگر یہ کارروائی کرتے ہیں تو وہ دہشت گرد نہ ہوں گے۔ اصلی طالبان اسلام پسند ہیں۔ وہ دہشت گرد نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ اسلام میں دہشت گردی کا کوئی تصور نہیں۔

نقلی طالبان

ہندوستان اور کافرمما لک پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے سے روکتے ہیں۔ وہ ملک کے اندر دہشت گرد بھیجتے ہیں۔ ان کے جاسوس امن کو تباہ کرتے ہیں جس کی بناء پر ہمارا ملک دہشت گردی کا شکار ہو چکا ہے۔ آزاد قبائل بھی درحقیقت پاکستان کے باغی نہیں۔ بلکہ اس راستے سے جعلی طالبان کارروائیاں کرتے ہیں جو مجاہدین کے ذمہ لگتی ہیں۔ وہ سب ایک صف میں شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے مذاکرات کے ذریعے ان کو مطمئن کر کے دہشت گردی پر قابو پایا جاسکتا ہے جس سے ملک میں امن بحال ہوسکتا ہے۔ ورنہ یہ قبائل برسر جنگ ہو کر حکومت کو کمزور کرنے اور فوج سے نفرت کا سبب بنیں گے۔ ماضی کو مستقبل کا آئینہ بنایا جائے۔ برطانیہ نے نوے سال حکومت کی۔ لیکن ان قبائل کو زیر نہ کر سکا۔ روس دس سال بعد واپس ہوا اور امریکہ اور نیٹو افواج آٹھ سال سے کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ کرسکے۔ حکومت پاکستان کا ان قبائل سے الجھاؤ طویل خلفشار کا سبب بنے گا۔ جس کے تین نقصان ہیں:

۱...... دائمی خلفشار ملک میں باقی رہے گا جس سے ملک کا امن تباہ ہو جائے گا۔

۲...... ہماری عسکری قوت کمزور ہوگی جس سے ازلی دشمن بھارت کو آپریشن کا حوصلہ پیدا ہوگا۔

۳...... عوام کی فوج سے دوری ہوگی اور فوج عوام کی حمایت کے بغیر جنگ نہیں جیت سکتی۔ جس کا تجربہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہوا کہ عوام بھرپور حکومت کا ساتھ دے رہے تھے تو کامیابی ہوئی اور ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش

میں عوام اور فوج کا تعاون نہ ہونے کی وجہ سے ایک لاکھ فوج ہندو کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہوئی۔ اس حکمت عملی کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی عسکری قوت محفوظ رکھی جائے اور ان قبائل سے مذاکرات کر کے صلح کر لی جائے۔ امریکہ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی جائے۔ دہشت گردی، ڈاکہ، زناء، چوری، اغوا برائے تاوان وغیرہ سے نجات پانے کے لئے دیانتدار پولیس اور انصاف پرور عدالتیں ضروری ہیں۔ ورنہ اس جزوی دہشت گردی سے بچاؤ مشکل ہوگا۔ اسلامی قانون ان جرائم کو روکنے کے لئے اکسیر ہے۔ ورنہ برطانیہ اور امریکہ بھی اس پر قابو نہ پا سکے۔ سب سے زیادہ کار چوری برطانیہ میں ہے اور سب سے زیادہ جنسی تشدد امریکہ میں ہوتا ہے۔

ملک کو غیر ملکی طاقتوں سے نجات دلانا

ملک میں خود انحصاری پیدا کرنا اور غیر ملکیوں پر انحصار ختم کرنے کا واحد راستہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سپر طاقت ہونے کا یقین پیدا کیا جائے۔ حکومت، رعایا مسلمان ہونے کے ناطے سے اس یقین پر عمل پیرا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مقابلے میں کفر یہ طاقتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ قرآن پاک کا حکم ہے: ’’واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ‘‘ جتنی طاقت ہے تیاری رکھو جس سے تمہارا اور اللہ تعالیٰ کا دشمن خوفزدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کے لئے حضورﷺ کی سنت پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے۔ کافروں کو یقین کی قوت سے پامال کیا جا سکتا ہے۔ تسخیر کائنات کے جو دو اصول حضورﷺ نے بتائے ان پر عمل پیرا ہو کر ہی کافروں کو مرعوب کیا جا سکتا ہے۔

۱...... بقدر استطاعت تیاری۔ ۲...... اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔

ورنہ اسلحہ کی طاقت کافروں کے پاس بھی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے دور میں فوج اور اسلحہ ہمیشہ کم رہا۔ لیکن یقین کی طاقت سے چھوٹی جماعت نے بڑی جماعت پر ہمیشہ غلبہ حاصل کیا۔ ایک اصول یہ بھی ہے کہ اتحاد پیدا کیا جائے۔ یعنی رعایا اور حکومت میں یکجہتی پیدا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’ولا تنازعوا فتفشلوا‘‘ آپس میں تنازع نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے۔ حضورﷺ کو جب دعوت الی اللہ کا حکم ہوا تو ابتدائی ہدایات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے رب کو ہی بڑا جانیئے اور اذان اور اقامت میں ’’اللہ اکبر‘‘ کا یقین پیدا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ بہرحال بزدل رہتے ہوئے کافروں کے رعب سے نہیں نکل سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکام کو یقین کامل اور اتحاد محکم نصیب فرمائیں اور ان میں جرأت ایمانی پیدا فرمائیں۔ آمین!

ملکی ترقی کیونکر ممکن ہے

ملک جس انداز سے زوال پذیر ہو رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ساٹھ سال سے اس کی ترقی کا سوچا ہی نہیں گیا اور اگر ترقی نام، فحاشی، عریانی اور بے راہ روی کا ہے تو پاکستان اس میں بہت ترقی کر چکا ہے۔ اگر علماء کی جماعت، دینی مدارس اور تبلیغی محنت ملک میں نہ ہوتی تو نا معلوم کہاں تک ملک پہنچ جاتا۔ اس لئے مغربی طاقتیں دینی مدارس کے نصاب کو تبدیل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ علماء کا قتل ہو رہا ہے۔ ریڈیو، ٹی وی فحاشی پھیلا رہا ہے اور نوجوان نسل گمراہ ہو رہی ہے۔ اس لئے اولین ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان کو آزادی کی بجائے ہنر مندی،

تعلیم اور محنت کا مزاج دیا جائے۔ اس سے ملک میں پیشہ ورانہ افرادی قوت بڑھے گی جو کہ اندرون اور بیرون ملک ملکی ترقی کا سبب بنے گی۔ ذہنی ترقی کے لئے علماء کرام سے تعاون حاصل کیا جائے۔ ہمارا ملک زرعی ملک ہے۔ زراعت میں ترقی کا آج تک نہیں سوچا گیا۔ بہترین دماغ پاکستان کو زراعت کی ترقی دے سکتے ہیں۔ ان کی تجاویز سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا۔ وزیر زراعت ایسے شخص کو مقرر کیا جائے جو زرعی ترقی کی تجاویز کا ذہن رکھتا ہو۔ سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ آبی وسائل ڈیم کی شکل میں ہر ممکن طریقے سے بنائے جائیں۔ انڈیا جو پانی روک کر دہشت گردی کر رہا ہے۔ اس پر سفارتی طریقے سے اسلامی ممالک کا تعاون حاصل کریں کہ وہ پاکستان کا پانی نہ روکے۔ وہ بمبئی حملہ تمام دنیا میں نشر کر رہا ہے۔ لیکن پاکستان اس کے پانی روکنے کی دہشت گردی کو کیوں نشر نہیں کرتا۔ پاکستان کے سفیر، صدر، وزیراعظم اپنے دوروں میں اس کو بار بار ذکر کیوں نہیں کرتے۔ تمام سفراء کو ہدایت جاری کی جائے کہ وہ تمام ملکوں پر دباؤ ڈالیں کہ وہ بھارت کو اس کھلی آبی جارحیت سے روکیں۔ پانی کے وسائل زیادہ ہوں گے تو زیادہ سے زیادہ زمین کاشت ہو سکے گی۔ آبادکاری، زراعت کو ترقی دینے والی ادویات اور کھاد سستے داموں مہیا کی جائیں اور چھوٹے کسانوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ترقی زرمبادلہ والی فصلیں کاشت کرائی جائیں اور دیانت داری سے بیرون ملک تجارت بڑھائی جائے۔

زرمبادلہ کا استحکام

ملکی زائد پیداوار کو بیرون ملک فروخت کرنے کی منڈیاں تلاش کی جائیں۔ مال دیانت داری سے بھیجا جائے۔ تاکہ کسی ملک کو شکایت نہ ہو کہ پاکستان ناقص مال بھیجتا ہے اور اشیاء وزن کے مطابق پوری ہوں۔ بلکہ زیادہ ہوں۔ تاجر، صنعت کار حکومت ملکی ترقی کے لئے مذاکرات کریں۔ بیرون ملک سرمایہ جمع کرانے کی پابندی یا کم از کم تحدید ہو۔ ملک میں دانشوروں کی کمی نہیں۔ ملکی ترقی کے لئے تجاویز حاصل کرنے کے لئے ایک سوال نامہ جاری کیا جائے اور اس کی تشہیر کی جائے۔ جوابات میں جو متفق علیہ پالیسی ہو۔ اس کو بار بار نشر کر کے رائے لے کر قانون سازی کی جائے۔

ایثار و ہمدردی

حکومت اپنی ذات کو ترجیح دینے کی بجائے ایثار سے کام لے۔ تنخواہیں کم از کم ضرورت کے مطابق مقرر کی جائیں۔ بے کار آسامیوں کو ختم کر کے خزانے سے بوجھ کم کیا جائے۔ غیر اسلامی محکموں، مثلاً منصوبہ بندی، اتحاد بین المذاہب وغیرہ کو ختم کر دیا جائے۔ اسی طرح ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹنگ کا رجحان کارخانہ دار اور تاجروں سے ختم کیا جائے اور بیرون ملک جمع شدہ خزانہ پاکستان میں لایا جائے۔ بیرون ملک کارکنوں کو کہا جائے کہ وہ اپنا مال پاکستانی خزانے میں جمع کرائیں۔ جب پاکستان ابتدائی مراحل میں تھا تو پاکستانی روپیہ سعودی ریال کے برابر تھا۔ لیکن اب بائیس روپے کا ایک ریال ملتا ہے۔ آخر ملکی خزانہ بے دردی سے ضائع کیوں کیا گیا ہے۔ قرضہ جات لئے گئے اور بعد میں معاف کرائے گئے۔ خودغرضی جب تک ترک نہ کی جائے گی۔ ملکی خزانہ مستحکم نہیں ہو سکتا۔

پاکستان اور انڈیا نے اکٹھے سفر شروع کیا تھا۔ اس کی ترقی کی شرح اور پاکستان کی ترقی کا موازنہ کیا جائے۔ ساٹھ سال سے سیکرٹریٹ میں بیٹھے ہوئے حضرات جنہوں نے ملکی ترقی کی بجائے ملک کے تنزل کی راہ ہموار کی۔ ان کو تبدیل کر کے ملک کے خیرخواہ، ترقی دینے والے دماغ سیکرٹریٹ میں بھرتی کئے جائیں۔

ہمارا ملک زرعی ملک ہے۔ زراعت کی ترقی کے تمام اصول اپنائے جائیں۔ زراعت کے ماہرین کے مشورہ سے زراعت کی پالیسی طے کی جائے اور وہ اشیاء جن سے زرمبادلہ زیادہ حاصل ہو۔ ان کو ترجیحی طور پر کاشت کرایا جائے۔ پاکستان کے آم، کنوں، چاول کی باہر کی مارکیٹ میں بڑی مانگ ہوتی ہے۔ ان کو ترقی دی جائے۔ کسانوں کو ہر سہولت پہنچائی جائے۔ پنجاب میں کپڑا، اون، کپاس۔ اس طرح سرحد اور بلوچستان میں معدنیات پائے جاتے ہیں جن کو حاصل کر کے زرمبادلہ میں ترقی کی جاسکتی ہے۔ سندھ میں کوئلہ کے بے پناہ ذخائر دریافت ہو رہے ہیں۔ ان کو نکال کر ملکی ضروریات پر خرچ کیا جائے۔ وافر مقدار کو بیرون ملک زرمبادلہ کے مستحکم کرنے کے لئے فروخت کیا جائے۔ گیس کے جہاں ذخائر ہیں۔ وہاں پٹرول بھی ذخائر ہیں۔ ان کو دریافت کر کے ملکی خزانہ کی ترقی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ حکومتی ایوانوں کے لوگ خودغرضی سے ملکی خزانہ کو بے دردی سے خرچ نہ کریں۔ تقریبات سادہ ہوں۔ ملکی خزانہ سے کم از کم تنخواہیں وصول کی جائیں۔ آج کل جو لوگ ملکی خزانہ کے لوٹنے کے مجرم ہوں۔ ان کا احتساب، عادل اور دیندار عدالتوں سے کرایا جائے اور کسی قسم کی نرمی نہ برتی جائے۔ کھایا ہوا خزانہ سب سے اگلوایا جائے۔

کسان اور مزدور

ملک کا سب سے سنگین مسئلہ کسان اور مزدور کا ہے۔ ساٹھ سال میں کوئی حکومت اس کو حل کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔ مزدور کی رعایت کر کے اگر خوردنی اجناس سستی کی جاتی ہیں تو کسان کو محنت کا پھل نہیں ملتا۔ کھاد اور پانی کا خرچ بھی پورا نہیں ہوتا۔ کپاس، چاول اور گنے کی فصل کو موقع پر سستا کر دیا جاتا ہے۔ جب تاجر اور کارخانہ دار کے پاس پہنچتی ہے تو مہنگی کر دی جاتی ہے جس سے کسان کو اس کی محنت کا پھل نہیں ملتا۔ آج کل گنے سے کٹوتی کر کے کارخانہ دار، کسان کو نقصان پہنچاتا ہے اور اگر کسان کو اس کی محنت کا پورا پورا پھل دیا جائے۔ مثلاً کھاد، ٹریکٹر اور پانی کا خرچ نکال کر اس کی محنت کو ملحوظ خاطر رکھ کر اجناس کے بھاؤ مقرر کئے جائیں تو کسان خوشدلی سے زیادہ محنت کر کے زیادہ اجناس اگانے کی کوشش کرے گا۔ جس سے زرمبادلہ کی بچت ہوگی یا کم از کم ملکی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ اب کتنا ستم ہے کہ زرعی ملک کو پیاز، ٹماٹر، گندم اور چینی باہر سے منگوانی پڑتی ہے اور وہ بھی راستے میں سرمایہ دار قبضہ کر کے یا ایم این اے، ایم پی اے قبضہ کر کے مہنگی کر کے فروخت کرتے ہیں۔ جس سے غریب طبقہ پریشان ہو جاتا ہے۔ اب جبکہ کسان کو صحیح محنت ملے گی اور اجناس کا صحیح بھاؤ اس کو ملے گا تو مزدور کا گزراوقات مشکل ہو جائے گا۔

مزدور دو قسم کے ہیں

ایک مزدوری کرنے والے افراد۔ وہ تو اپنی مزدوری میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ رکشہ ڈرائیور اور تانگے

والا بھی کرایہ مہنگا کر دیتا ہے۔ دوسری قسم ملازم۔ چاہے خانگی ملازم ہو یا گورنمنٹ ملازم۔ یہ محدود آمدنی سے گزارہ نہیں کرسکتا۔ آج کل وزیراعظم نے مزدور کی مزدوری چھ ہزار روپے مقرر کی ہے۔ اس مہنگائی میں ایک کنبہ اپنی ضروریات اس رقم میں پوری نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ اپنے بچوں کی تفریح کے لئے کوئی پھل یا کوئی پر تکلف کھانا کھا سکے۔ اس کے لئے حکومت کو منصوبہ بندی کرنی چاہئے جس کا طریقہ یہ ہے کہ کم از کم ضروریات پوری کرنے کے لئے مزدوری طے کرنی چاہئے اور اوپر کے طبقہ کی تنخواہیں کم کر کے مزدوروں کی مزدوری میں اضافہ کرنا چاہئے۔ گریڈ ایک سے لے کر بائیس تئیس کی بجائے دس تک ہونے چاہئیں۔ گریڈ دس کی زیادہ سے زیادہ تنخواہ کی حد مقرر کی جائے جس سے وہ عیش پرست نہ ہو اور نمبر ایک کی تنخواہ کو اسی حساب سے زیادہ کیا جائے تو توازن قائم ہوسکتا ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ غریبوں کا سروے کر کے تین درجے قرار دیئے جائیں:

۱...... بیوہ، یتیم اور معذور جس کی آمدنی کا کوئی خارجی ذریعہ نہیں۔

۲...... بیوہ، معذور اور یتیم جن کے خارجی ذرائع آمدن ہیں۔ مثلاً وراثت کی زمین، کرائے پر چڑھے مکان۔ اس کا اندازہ لگایا جائے کہ وہ کفایت کرتی ہے یا نہیں۔ اگر کفایت نہیں کرتی تو ان کے لئے ضرورت کے مطابق امدادی راشن کارڈ بنادیئے جائیں۔ بعض کے لئے مفت اور بعض کے لئے سستا راشن مہیا کیا جائے۔

۳...... جن کی آمدنی معقول ہے۔ ان کی رعایت ان کے بچوں کی تعلیم کا تکفل کر کے ہوسکتی ہے۔ راشن بندی یا بیاہ شادی پر اعانت کے لئے دیانتدار اور امین لوگوں کو مقرر کیا جائے جو امیروں کو غریب ظاہر کر کے رعایتیں نہ دلائیں۔ ان لوگوں کے لئے حکومت سستے راشن ڈپو بنائے۔ جن میں آٹا، چینی اور گھی مہیا کیا جائے۔ جن کو راشن کارڈ دیا جائے اس کی نگرانی بھی ہوتی رہے۔ جب وہ امیر ہو جائے اس کی رعایت ختم کر دی جائے اور جو غریب ہو۔ اس کی رعایت جاری رکھی جائے۔

ملک سے رشوت، ظلم اور خود غرضی کے رجحان کو ختم کرنا

رشوت، ظلم، خود غرضی کے رجحان کو ختم کر کے ایثار و ہمدردی اور خدمت خلق کا ماحول مہیا کیا جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ سودی نظام کو ختم کیا جائے۔ اس لئے کہ سودی نظام خود غرضی پیدا کرتا ہے۔ آج کل ساری دنیا اس میں جکڑی ہوئی ہے۔ پوری دنیا میں امیر سے لے کر غریب تک، حکومت سے لے کر مزدور تک، خود غرض بنا ہوا ہے۔ حکومتی طبقہ اپنی تنخواہیں پر تعیش مقرر کرتا ہے اور مزدوری کرنے والا ملازم تنگدستی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اسی طرح مزدور بھی کام پورا نہیں کرتا اور مزدوری پوری مانگتا ہے۔ علیٰ ہذا رکشہ ڈرائیور، بس کا مالک کرایہ بڑھا کر اپنا کام سیدھا رکھتا ہے۔ قومی سطح پر ایثار و ہمدردی ناپید ہوچکی ہے۔ اس کے لئے اس دور میں جانا ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ویؤثرون علیٰ انفسهم ولو کان بهم خصاصة '' خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانا جب قوموں کا مزاج ہو جائے تو وہ قوم باقی رہتی ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کے ابتدائی حالات قبل از نبوت کے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بیان فرماتی ہیں کہ: ''تحمل الکل وتقری الضیف وتکسب المعدوم وتعین علیٰ نوائب الحق '' یعنی آپ ﷺ محتاجوں کا بوجھ

اٹھاتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمانی کرتے ہیں۔ بے مال کے لئے کمانے کے ذرائع مہیا کرتے ہیں۔ حق کی خاطر یا حقیقی مساوات میں آپ تعاون کرتے ہیں۔ رشوت اور ظلم اسی خودغرضی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لئے قومی مزاج بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نبی ﷺ کی اتباع ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق خواجہ ابوطالب کا شعر ہے۔

ابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامیٰ غنیة للارامل

خوبصورت کے طفیل بادلوں کو بارش ملتی ہے۔ آپ یتیموں کے ٹھکانا اور بیوگان کو غنی کرنے والے ہیں۔

قومی اخلاق اسوۂ رسول اکرم ﷺ پر چل کر ہی تبدیل ہو سکتے ہیں۔ محکمے بنانے اور قانون سازی کے ذریعے رشوت اور ظلم کا بند کرنا ممکن نہیں۔

''یکے دزداست دگر پردہ دار'' ترجمہ: ''ایک چور ہے اور دوسرا اس کا پردہ رکھنے والا ہے۔'' کا معاملہ ہے۔ جب خودغرضی حکومتی سطح پر آ جائے تو سلطنت اجڑ جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

گربہ میر، سگ وزیر و موش را دیوان کنند
ایں چنیں ارکان دولت سلطنت را ویران کنند

جب ارکان سلطنت ہی ایک دوسرے کو کھانے والے ہو جائیں تو سلطنت ویران ہو جاتی ہے۔

اس انقلاب کو لانے کے لئے خلافت راشدہ کے دور میں جانا ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر شکایت سن کر فیصلہ کیا کریں۔ سال کے بعد حضرت عمرؓ نے درخواست کی کہ میرے ذمہ کوئی اور کام لگا دیا جائے۔ سال بھر کوئی شخص کسی کی شکایت لے کر نہیں آیا۔

قریب زمانہ کی بات ہے کہ مغلیہ خاندان نے ایک ہزار سال تک ہندوستان پر حکومت کی تو ایک ہندو مؤرخ لکھتا ہے کہ: ''میں حیران ہوں کہ ایک اقلیت نے ہزار سال ہندو اکثریت پر کیسے حکومت کر لی۔'' سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان بادشاہوں نے اسلامی نظام عدل قائم رکھا۔ عادل کی حکومت کو بقاء ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ظل رحمت خداوندی ہوتا ہے اور ظالم کی حکومت کو بقاء نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو ظل غضب یعنی عذاب دینے کے لئے مقرر کرتے ہیں۔ اس لئے امن کا سب سے قوی طریق یہ ہے کہ ملک میں نظام عدل اسلامی قائم کیا جائے۔ نظام فرنگی، جمہوریت اور سوشلزم میں ظلم کا علاج نہیں ہے۔ دنیا اس سے تنگ آ چکی ہے اور اب پھر اسلام کے نظام عدل کی طرف لوٹنا چاہتی ہے۔ جس کی تکلیف امریکہ، برطانیہ، روس، انڈیا اور اسرائیل کے ساتھ ساتھ تمام مغربی ممالک کو ہے۔ اس لئے متحد ہو کر اسلامی نظام عدل کا مطالبہ کرنے والوں کو دہشت گرد کہہ کر مار رہے ہیں اور مسلمان بھی ان سے مرعوب ہو کر یا ان کے فریب میں آ کر اپنے لوگوں کو مار رہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ملک کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے عوام اور حکومت کا فاصلہ ختم کر کے شیر و شکر بنایا جائے اور حضور ﷺ کی حدیث مبارکہ کے مطابق ہر طبقہ اپنی ذمہ داری پوری کرے۔.......... والسلام!

معاشرتی اصلاح کے متعلق چند زریں ہدایات!

مولانا قاری صدیق احمد باندیؒ

لڑکیوں کی پرورش کرنے اور ان پر خرچ کرنے کی فضیلت

فرمایا آج کل لڑکیوں کے پیدا ہو جانے کو عیب سمجھا جاتا ہے۔ لڑکا پیدا ہونے سے تو خوشی ہوتی ہے لڑکی پیدا ہونے سے خوشی نہیں ہوتی۔ کفار مکہ کا بھی یہی حال تھا کہ لڑکی کی پیدائش کو بہت برا سمجھتے تھے۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ یہی حال آج امت کا ہو رہا ہے کہ لڑکی کی پیدائش کو منحوس سمجھتے ہیں۔ حالانکہ لڑکیوں پر خرچ کرنے میں جتنا ثواب ملتا ہے لڑکوں پر خرچ کرنے میں اتنا ثواب نہیں ملتا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے حضورﷺ سے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے۔ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیری وہ لڑکی جو تیری طرف لوٹا دی جائے۔ لڑکی کے باپ کے پاس لوٹنے کی یہی شکل ہوتی ہے کہ یا تو وہ بیوہ ہو جائے یا مطلقہ ہو جائے۔ یا اس کا شوہر اس کو اچھی طرح رکھتا نہ ہو۔ ایسی حالت میں بیچاری کہاں جائے۔ اپنے میکہ ہی تو جائے گی۔ اپنے ماں باپ، بھائی کے پاس ہی تو رہے گی۔ یہاں نہ جائے گی تو پھر کہاں جائے گی۔ اپنے ماں باپ اور بھائی بھی اس کے نہ ہوں گے تو کون ہوگا۔

بعض لوگوں کو دیکھا کہ لڑکی کی شادی ہو جانے کے بعد پھر اس کے ساتھ لڑکی جیسا سلوک نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ اجنبیوں جیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار لوگوں تک کو اس میں مبتلا دیکھا ہے۔ ارے اس بیچاری کی اگر بھائی کی بیوی سے نہیں بنتی تو ماں باپ اور بھائی تو ہیں ان کو تو خیال کرنا چاہئے۔ تعجب ہے کہ وہ بھی خیال نہیں کرتے۔

لڑکی کی اہمیت

فرمایا آج کل لڑکی پیدا ہونے کو بہت معیوب سمجھتے ہیں۔ لڑکا پیدا ہونے کی تو خوشی ہوتی ہے لڑکی پیدا ہونے کی خوشی نہیں ہوتی۔ لڑکا پیدا ہو تو عقیقہ میں دو بکرے ذبح کر دیں گے، دعوت کریں گے، خوشیاں منائیں گے۔ لڑکی پیدا ہو تو عقیقہ ہی نہ کریں گے۔

حالانکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس کے لڑکی پیدا ہوئی اور اس نے اس کو اچھی طرح پالا، تربیت کی، شادی کی اس کے لئے جنت ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ عورت بڑی برکت والی ہے جس کے پہلے لڑکی پیدا ہو۔

اور ایک حدیث شریف میں ہے حضورﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا کہ میرے مال کا سب سے اچھا مصرف کیا ہے؟ (یعنی مال کہاں خرچ کروں) حضورﷺ نے فرمایا تمہاری بیٹی جو تم پر لوٹا دی جائے خواہ اس وجہ سے کہ بیوہ ہو گئی۔ اس کا شوہر مر گیا۔ یا اس وجہ سے کہ اس کے شوہر نے اس کو چھوڑ دیا یا طلاق دے دی۔ اب ایسے حالات میں ماں، باپ کی بھی نگاہیں پھر جاتی ہیں۔ باپ اپنی بیٹی کو بھول جاتا ہے۔

جھانسی میں ایک مرتبہ میرا جانا ہوا ایک صاحب کے یہاں صبح کے وقت ٹھہرنا ہوا تھا۔ ایک لڑکا صاف ستھرے اچھے کپڑے پہنے ہوئے آیا اس کو گود میں بٹھالیا۔ مٹھائی وغیرہ کوئی چیز کھانے کو دی۔ تھوڑی دیر میں ایک اور بچہ پرانے گندے کپڑے پہنے ہوئے خستہ حالت میں آیا اس کو دیکھ کر کہا بس آ گئے۔ لگ گئی خوشبو، کتوں کی طرح بھاگے چلے آئے۔ دھتکار کر بھگایا اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ مولانا یہ میرا نواسہ ہے۔ مجھ سے تو اپنا خرچ پورا نہیں ہوتا ان کا کہاں سے پورا کروں۔ لڑکی ہے میرے سر پڑ گئی مجبور ہوں۔ مجھے بہت ناگوار ہوا میں ناراض ہو کر وہاں سے چلا آیا کہ ایسے شخص کے یہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ باپ بھی بے چاری لڑکی کا نہ ہوگا تو دنیا میں کون اس کا ہوگا۔

شادی میں تاخیر نہ کریئے

ایک صاحب نے آ کر اپنے لڑکے کے متعلق حضرت سے کچھ مشورے لئے اور ان کا لڑکا چند سال قبل مدرسہ میں زیر تعلیم بھی تھا۔ اب کسی مدرسہ میں پڑھانے کی بات چل رہی تھی۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ حضرت کہیں سلسلہ لگا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا وہ پہلے اپنی شکل تو درست کریں۔ ڈاڑھی تو وہ کتاتے ہیں۔ لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی اعراض کرتے ہیں۔ (کیونکہ ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے تمام مقتدیوں کی نماز خراب کرتا ہے) ان صاحب نے رشتہ کے متعلق بھی مشورہ کیا۔ حضرت نے فرمایا رشتہ جلدی کر دیجئے اس میں تاخیر نہ کیجئے۔ انہوں نے عرض کیا کہیں سلسلہ سے لگ جائیں۔ کچھ انتظام ہو جائے اس کے بعد رشتہ مناسب رہے گا۔ حضرت نے فرمایا اس کا انتظار نہ کیجئے اللہ تعالیٰ سب انتظام فرمادے گا۔ آپ پہلے سے اتنی فکر کر رہے ہیں۔ ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فقر کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا شادی کر لو۔ خود قرآن میں ہے ان یکونوا فقراء الایۃ! اگر فقر ہے تو شادی کی برکت سے اللہ غنا نصیب فرمادے گا اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ مال اور جہیز خوب ملے گا بلکہ ذمہ داری کا احساس ہو جاتا ہے آدمی کچھ کرنے لگتا ہے اور اللہ برکت دیتا ہے۔ رزق کے سلسلے میں زیادہ پریشان نہ ہونا چاہئے جو آتا ہے مقدر کا کھاتا ہے۔ پھر ایک بہو کو دو روٹی آپ نہیں کھلا سکتے؟۔

ان صاحب نے پھر پڑھانے کی بابت مشورہ کیا۔ حضرت نے فرمایا سوچ کر بتلاؤں گا مقامی طور پر تو مناسب نہیں ہے۔ اعتراضات کی بھرمار ہوتی ہے۔ کام کرنا مشکل ہوتا ہے۔ آئے دن نئی نئی باتیں لوگ پیش کرتے ہیں۔ طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ آدمی باہر رہ کر سکون سے کام کرے۔

سادگی کے ساتھ بلا بارات کے شادی کی ترغیب

ایک طالب علم جن کی شادی ہونے والی تھی وہ اور چند احباب حضرت کی خدمت میں لمبا سفر کر کے چھوٹی سی گاڑی پر سوار ہو کر آئے تھے اور کام ہو جانے کے بعد جلد ہی واپس ہونے لگے۔ حضرت اقدس نے طالب علم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ (جس طرح تم لوگ یہاں آئے ہو) کیا اس طرح سادگی کے ساتھ شادی اور رخصتی نہیں ہو سکتی؟ کہ تین چار آدمی آئیں اور رخصتی کرالیں۔ نہ بارات نہ دھوم دھام، اگر تم لوگ عمل نہ کرو گے تو کون کرے گا۔

منگنی اور تاریخ میں دعوت کی ضرورت نہیں

حضرت کے متعلقین اور رشتہ داروں میں سے بعض لوگ ایک رشتہ کے سلسلہ میں مشورہ کرنے کے لئے آئے۔ درمیان گفتگو حضرت نے فرمایا۔ منگنی اور تاریخ متعین کرتے وقت لوگوں کو جمع کرنے اور دعوت کرنے کی کیا ضرورت ہے دو چار لوگ آ کر مشورہ کر کے تاریخ طے کر لیں۔

مسجد میں نکاح ہونے کی تحریک چلاؤ

باندا کے مشہور آدمی بابا فرید حضرت سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان سے فرمایا باندا میں تم نوجوانوں کی ایک جماعت بناؤ۔ صدر اور رکن بنانے کی ضرورت نہیں۔ بس ایک جماعت ہو جو جگہ جگہ جا کر کام کرنے والی ہو اور اس کی تحریک چلاؤ کہ جتنے بھی نکاح ہوں سب مسجد میں ہوں۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کو ابھی نہ چھیڑو۔ ابھی تو بس یہی تحریک چلاؤ کہ نکاح مسجد میں ہونے لگیں۔ یہ سنت مردہ ہوتی جارہی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے اعلنوا النکاح واجعلوہ فی المساجد نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو اور مسجد میں کیا کرو۔ کھانے پینے ٹھہرنے کا انتظام جہاں مناسب ہو کریں۔ لیکن اس پر زور دو کہ جب نکاح کا وقت ہو تو تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں آجائیں اور اعلان کر دیا جائے کہ نکاح ہونے جارہا ہے۔ جس کو شریک ہونا ہوگا مسجد میں آجائے گا۔

کانپور میں میں نے اس کی تحریک چلائی۔ الحمد للہ اب صورتحال یہ ہے کہ بڑے بڑے لوگوں کے یہاں بھی قیام تو کہیں اور ہوتا ہے لیکن نکاح مسجد ہی میں ہوتا ہے۔ یہ سنت مردہ ہورہی ہے اس کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔ (ہر جگہ کے لوگوں کو چاہئے کہ) اس کی کوشش کریں۔

بیوی کے حقوق

ایک عالم صاحب نے حضرت سے مشورہ لیا کہ میں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں۔ میری اہلیہ مکان میں میرے ماں باپ کے پاس ہے۔ میں اہلیہ کو مدرسہ لانا چاہتا ہوں۔ مدرسہ کی طرف سے مجھے مکان ملا ہے۔ لیکن میری والدہ اور والد صاحب اس بات پر راضی نہیں وہ کہتے ہیں کہ بیوی کو نہ لے جاؤ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس کے چلے آنے سے میں گھر میں خرچ کم بھیج سکوں گا۔ بیوی رہے گی تو زیادہ بھیجوں گا اور گھر میں مالی اعتبار سے تنگی پریشانی بھی ہے۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

حضرت نے فرمایا کہ بیوی کے بہت سے حقوق ہیں۔ ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جہاں خود رہے اپنے پاس بیوی کو رکھے۔ شریعت کا یہی حکم ہے۔ شریعت کے حکم کے آگے سب کو جھک جانا چاہئے۔ یہاں تک حکم ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر دوسری جگہ لیٹے نہیں اس کے پاس ہی لیٹے۔ حضور ﷺ ان باتوں کا کس قدر خیال فرماتے تھے۔ ایک کی باری میں دوسری بیوی کے پاس ہرگز نہ جاتے اور جس کی باری ہوتی اس کے پاس ضرور جاتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات میں بیوی کے پاس رہنا یہ اس کا حق ہے۔

ان باتوں کو آدمی معمولی سمجھتا ہے۔ حالانکہ اس کی بہت اہمیت ہے۔ ان باتوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ معلوم نہیں کس طرح لوگ بیویوں کو چھوڑ کر مہینوں بلکہ کئی کئی سال باہر رہتے ہیں۔ نہ بچوں کی فکر نہ بیوی کی۔ حضرت عمرؓ نے تو قانون مقرر کر دیا تھا کہ ۴ مہینے سے زائد کسی شخص کو بیوی سے علیحدہ رہنے کی اجازت نہیں اور اب تو لوگ سال سال بھر تک باہر رہتے ہیں۔ باہر ملک جا کر پیسہ کما رہے ہیں۔ ایسا پیسہ کس کام کا نہ بیوی کی شکل دیکھ سکے نہ بچوں کی۔ نہ رشتہ داروں سے ملاقات نہ ماں باپ کی خدمت۔

ایسی عورتیں بھی سخت خطرہ میں ہوتی ہیں جن کے شوہر باہر رہتے ہیں۔ جن کے اندر بہت تقویٰ اور عفت ہو وہ تو بچی رہتی ہیں ورنہ ان کا بچنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جیسے مردوں میں احساسات ہوتے ہیں۔ عورتوں میں بھی اسی طرح احساسات ہوتے ہیں اور شیطان عورتوں کو جلد بہکا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔

ساس بہو کے ساتھ رہنے کا مسئلہ

اس ضمن میں حضرت نے فرمایا کہ شادی شوہر سے ہوتی ہے یا شوہر کے ماں باپ سے۔ عورت شوہر کی خدمت کے لئے آئی ہے نہ کہ ساس سسر کی خدمت کے لئے۔ بعض لوگ زبردستی عورت سے ماں باپ کی خدمت کراتے ہیں۔ یہ ظلم اور ناجائز ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ شادی کے بعد علیحدہ رہنا چاہئے۔ ساتھ رہنے میں بڑے فتنے ہوتے ہیں۔

احقر نے عرض کیا حضرت تھانویؒ نے بھی یہی فرمایا ملفوظ میں بھی وعظ میں بھی فتویٰ میں بھی۔ فقہاء نے بھی لکھا ہے صاحب بدائع وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ عورت اگر شوہر کے ماں باپ کے ساتھ رہنے پر راضی نہیں تو شوہر کو علیحدہ رہنے کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ لیکن بہت سے لوگوں کے حلق کے نیچے یہ مسئلہ نہیں اترتا۔ حضرت نے فرمایا حلق سے نیچے اترے یا نہ اترے مسئلہ یہی ہے شریعت کے حکم کے سامنے سب کو جھک جانا چاہئے۔

احقر نے عرض کیا کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو ظاہر کرنے میں فتنہ ہوگا۔ اگر لوگوں کو اس کی ترغیب دی جائے تو اختلاف ہوگا۔ حضرت نے فرمایا اس میں کیا فتنہ ہوگا اور کیا اس میں فتنہ نہیں ہوتا کہ ساتھ رہ رہے ہیں۔ آئے دن جھگڑے ہوتے ہیں۔ بیوی نے ساس کی خدمت نہیں کی۔ گھر کا کام نہیں کیا تو ظلم ہونے لگا اور طلاق ہوگئی۔ یہ فتنہ نہیں ہے؟ اس فتنہ کی فکر نہیں کہ پوری زندگی ہی برباد ہو جائے گی۔ زیادہ تر لڑائیاں اسی کام کی وجہ سے ہوتی ہیں کہ بہو کام نہیں کرتی۔ ارے بہو پر کام کرنا ضروری کب ہے۔ مسئلہ کے اعتبار سے دیکھو تو اس پر تو روٹی پکانا بھی فرض نہیں۔

احقر نے عرض کیا بسا اوقات حالات ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی لڑکا ہے۔ اس کی بوڑھی ماں ہے۔ خود کام کرنا اس کے لئے مشکل ہے۔ اب اگر بہو لڑکا علیحدہ رہیں تو بوڑھی ماں کو کس قدر پریشانی ہوگی۔ حضرت نے فرمایا پھر بھی ساس کو بہو سے خدمت لینے کا حق نہیں ہے لڑکے کو چاہئے کہ اپنی ماں کی خدمت کرے۔ اس کا انتظام رکھے۔ نوکرانی لائے لیکن بیوی سے زبردستی خدمت لینے کا کوئی حق نہیں۔ البتہ اخلاقی طور پر اس کو چاہئے کہ جب وہ محتاج ہے معذور ہے تو اس کی خدمت کرے۔ اس میں بہو کی تخصیص نہیں کوئی بھی محتاج معذور ہو جو شخص پاس میں ہے اخلاقی

فرض یہ ہے کہ اس کی خدمت کرے، اس کی مدد کرے۔ میری اہلیہ ہے میری ماں کی تین سال تک برابر اس طرح خدمت کی ہے کہ پاخانہ دھلاتیں، گود میں اٹھاتیں، کھلاتیں، پلاتیں، خوب خوشی سے خدمت کرتی تھیں اور خوشی سے کرنا بھی چاہئے۔ اخلاقی فریضہ بھی یہی ہے۔ لیکن زبردستی اس کی منشاء کے خلاف اس سے خدمت لینے کا حق نہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہمارے گھر میں سب لوگ علیحدہ رہتے ہیں۔ صرف کھانا ساتھ پکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا ارے اصل تو یہی ہے اسی سے تو سارے جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ کھانا پکانا ضرور الگ ہونا چاہئے۔

اہلیہ کو لے کر علیحدہ رہیے اور والدین کی خدمت کیجئے

رمضان میں ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شکایت کی کہ میری بیوی اور ماں میں باہم نباہ نہیں ہوتا۔ آئے دن اختلافات اور کشیدگی ہوتی رہتی ہے۔ یہ کہہ کر ان صاحب نے تعویذ چاہا۔ حضرت نے فرمایا تعویذ تو میں دیتا۔ لیکن آپ اہلیہ کو علیحدہ لے کر رہئے، کھانا پینا بھی علیحدہ رکھیے اور علیحدہ رہ کر والدین کی خدمت کریئے۔ والدین اگر علیحدہ رہنے پر راضی نہ ہوں تب بھی علیحدہ رہئے، ناراض ہوں تو ہوا کریں ان کی خدمت کرتے رہئے۔ انشاءاللہ کچھ دن میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔

راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت اقدس نے جو کچھ فرمایا بعینہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ ملفوظات میں بھی مواعظ میں بھی اور فتاویٰ میں بھی۔ احقر نے سارے مضامین حقوق معاشرت تحفۂ زوجین نامی کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا لوگ کتابیں نہیں دیکھتے ورنہ ساری باتوں کا علاج موجود ہے اور فرمایا کہ یہ کتاب لوگوں کو ضرور پڑھنا چاہئے۔

بے پردگی کا نتیجہ

فرمایا آج کل بے حیائی کا بازار گرم ہے۔ بے حیائی بے پردگی اس قدر عام ہو چکی ہے اور ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں کہ اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ ادھر کچھ دنوں سے زیادہ ہی ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔ ابھی اسی سفر کی بات ہے بے چارے ایک کرم فرما جو واقعی بڑے دیندار ہیں۔ علماء کی بڑی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ خود میرے اوپر بھی ان کے احسانات ہیں اور وہ خود بھی نیک ہیں۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ لیکن ان کی ایک بہن ہے۔ غیر مسلم سے اس کا تعلق ہو گیا ہے۔ بس اسی سے شادی کرنے کے لئے رنجھی پڑی ہے کہ شادی کروں گی تو اسی سے۔ بے چارے بڑے پریشان ہیں وہ کیا کر سکتے ہیں۔ سب لوگ دعا کرو۔ اصل میں بے پردگی جہاں بھی ہوگی اپنا اثر دکھائے گی۔ زہر کوئی بھی کھائے اس کا اثر ہو کر رہے گا۔ دیندار گھرانوں میں بھی اگر بے پردگی ہوگی تو فساد ہوگا۔ یہ سب بے پردگی کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ خواہش کا بھوت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنی اولاد کو چھوڑ دیتا ہے۔ کئی واقعات ایسے ہیں کہ عورت کا اجنبی مرد سے تعلق ہوا وہ اپنے شوہر تک کو قتل کرنے کو تیار ہو گئی۔ یہ بھوت ایسا ہوتا ہے کہ جو بھی اس میں رکاوٹ بنے گا وہ اس کو دور کرے گا۔ بھائی ہو باپ ہو شوہر ہو کسی کی پروا نہ ہوگی بڑے فتنہ کا زمانہ ہے۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ شریعت کے خلاف جب کام ہوگا اس کا یہی نتیجہ ہوگا۔

عورت چاہے تو شوہر اور پورے گھر کو دیندار بنادے

فرمایا عورت کے حالات کا پورے گھر پر اثر پڑتا ہے۔ اگر عورت دیندار ہے تو دوسری عورتوں کو بھی دیندار بنادے گی اور اگر عورت آزاد بے پردہ ہے تو ایک کے آنے سے پورا ماحول گندہ ہوجائے گا۔

ایک جگہ کا قصہ ہے کہ ایک تحصیلدار صاحب تھے۔ ان کی شادی ایک صاحب کی لڑکی سے ہوئی جو حضرت تھانویؒ سے بیعت تھے۔ بڑے دیندار تھے ان کی دینداری کی شہرت تھی۔ رشتہ ہوا اور رخصتی ہوگئی۔ رخصتی کے بعد آتے ہی سب سے پہلے گھر میں دوسری عورتوں سے اس نے سلام کیا۔ نئی دلہن کے لئے سلام کرنا بڑے عار کی بات سمجھتے ہیں۔ عورتوں کو بڑا تعجب ہوا کہ بڑی بے حیا معلوم ہوتی ہے۔ جب نماز کا وقت آیا تو اس نے خود ہی پانی مانگا وضو کیا اور دوسری عورت سے کہا کہ آپ لوگ بھی نماز پڑھیں سب کو وضو کرایا نماز پڑھائی۔ عورتوں میں چرچا ہوا یہ تو بڑی بے حیا ہے ابھی سے ٹک ٹک باتیں کرتی ہے۔ اس واسطے کہ اس وقت عورتوں کے ماحول میں نئی دلہن کے لئے بولنا جرم تھا۔ پانی بھی نہیں مانگ سکتی دوسری عورت ساتھ جاتی تھی۔ اگر پانی کی ضرورت ہوتی تو پہلے اس سے کہتی وہ لا کر دیتی۔ اب کھانے کا وقت آیا ناشتہ کھانا سامنے لایا گیا تو کھانے سے انکار کر دیا۔ بہت اصرار کیا گیا تب بھی نہ کھایا۔ اب بات پھیلی کہ بہو کچھ کھاتی نہیں۔ جب زیادہ اصرار کیا گیا تو کہا اچھا جس سے میرا رشتہ ہوا ہے ان کو بلا دیجئے۔ ان سے تھوڑی بات کرنا چاہتی ہوں۔ عورتوں میں ہائے ہائے مچ گئی کہ یہ کیسی بے حیا ہے ابھی سے شوہر سے سب کے سامنے بات کرتی ہے، بڑی بے شرم ہے۔ شوہر کو بلایا گیا۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ جواب دیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ رشوت لیتے ہیں اور رشوت کھانا حرام ہے اس کو تو میں نہیں کھاؤں گی۔ میں آپ سے مطالبہ نہیں کرتی گھر قریب ہے میں اپنا خرچ چلالوں گی۔ گفتگو ہوتی رہی شوہر نے کہا کہ اس میں میری بدنامی ہے۔ بیوی نے جواب دیا کہ اس میں آپ کی بدنامی معلوم ہورہی ہے اور قیامت میں جو رسوائی ہوگی اس کا خیال نہیں۔ شوہر نے توبہ کی آئندہ کے لئے عہد کیا کہ کبھی رشوت نہ لوں گا۔ اس کے بعد بیوی نے کھانے کی شرعی صورت بیان کی۔ جب عورت دیندار ہوتی ہے تو شوہر کو دیندار بنادیتی ہے اس کو دیکھ کر دوسری عورتیں دیندار ہوتی ہیں۔

وہ تحصیلدار صاحب بعد میں بہت دیندار ہوگئے تھے۔ چہرہ پر داڑھی آگئی تھی۔ میرے پاس کثرت سے آتے تھے۔ باندا میں بھی رہے ہیں بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہوگئے تھے۔ جب میں قربانی کے لئے جانور خریدنے جاتا تو میرے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے چلتے جب تک رہتا میرے ساتھ رہتے۔ میں نے ان سے کہا آپ کی ذلت ہوتی ہے کہنے لگے یہ ذلت ہزار درجہ اس عزت سے اچھی ہے۔ اب بیچاروں کا انتقال ہوگیا ہے۔ بعد میں تو بہت دیندار ہوگئے تھے۔ واقعی جب عورت دیندار ہوتی ہے تو مرد کو دیندار بناسکتی ہے۔

عورت بددین ہو تو شوہر کو بددین اور گھر کو برباد کردے گی

اگر عورت بددین اور آزاد بے پردہ ہے تو مرد کو بھی بددین بنادے گی۔ کتنی جگہ آزاد عورتیں گھروں میں آئیں خود بے پردہ تھیں۔ دوسروں کو بے پردہ بنادیا۔ لباس ایسا کہ ہاتھ کھلے ہوئے پیٹ کھلا ہوا۔ ایسی عورتیں دوسروں کو اور شوہر کو بھی بددین بنادیتی ہیں۔

اس میں بھی ایک تحصیلدار صاحب ہی کا قصہ ہے۔ بڑے دیندار تھے۔ رشوت بالکل نہ لیتے تھے۔ نماز روزہ کے پابند، اتفاق سے ان کے چپراسی کے یہاں شادی تھی۔ اس نے تحصیلدار صاحب سے اصرار کیا کہ صاحب اپنے گھر سے آپ بھیج دیں تو میری عزت رہ جائے گی اور وہ تحصیلدار صاحب کسی کے یہاں شادی وغیرہ میں بھیجتے نہ تھے۔ ایک تو شادی میں بے پردگی بہت ہوتی ہے دوسرے اور بہت سی خرابیاں ہوتی ہیں۔ اس لئے اپنے گھر کی عورتوں کو شادی میں نہ بھیجتے تھے۔ لیکن چپراسی نے بہت اصرار کیا انہوں نے بھیج دیا۔ وہاں جا کر انہوں نے دیکھا کہ ساری عورتیں ایک سے ایک لباس پہنے زیور سے لدی پڑی ہیں اور ہر پانچ منٹ میں نیا جوڑا بدلا جا رہا ہے اور ان کو کاٹو تو خون نہیں، عورتیں پوچھتیں کہ یہ کون ہیں تو بتلایا جاتا کہ تحصیلدار کی بیگم ہیں ان کی اور ذلت ہوتی۔ بس وہاں سے آ کر جب گھر آئی ہیں تو تحصیلدار صاحب پر برس پڑیں کہ میری ناک کٹا کے رکھ دی۔ مجھے ذلیل ورسوا کیا۔ چپراسی اور نوکران کی عورتیں تو زیور سے لدی رہتی ہیں۔ نئے نئے جوڑے منٹ منٹ پر بدلے جاتے ہیں اور میرے پاس صرف ایک سادہ جوڑا، زیور سے بالکل ننگی۔ تحصیلدار صاحب نے سمجھایا کہ ارے جتنی تنخواہ ہے اسی کے مطابق انتظام کرتا ہوں وہ لوگ دوسری طرح آمدنی کرتے ہیں۔ رشوت لیتے ہیں۔ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں تو آپ کے لئے کیا دروازہ بند ہے؟ آپ کو کس نے منع کیا؟ الغرض اتنا پیچھے پڑیں بالآخر شوہر کو مجبور کر دیا وہ رشوت لینے لگے اور ان کی ساری دینداری ختم ہوگئی۔ یہ تحصیلدار صاحب کی کمزوری اور ڈھیلے پن کی بات تھی ورنہ سخت ہو جاتے نہ لیتے رشوت کیا کر لیتی عورت، گھر سے نکال دیتے دماغ درست ہو جاتا۔

جب عورت بددین ہوتی ہے تو شوہر کو بھی بددین بنا دیتی ہے۔ اسی وجہ سے اہل کتاب یہودی یا عیسائی عورتوں سے کوئی نکاح کرے تو نکاح تو جائز ہو جائے گا لیکن اس کی ممانعت ہے کیوں کہ اس سے گھر برباد ہوتا ہے۔ دوران گفتگو فرمایا کہ شوہر بیوی کا بے تکلف ہو کر ماں باپ اور اپنے بڑوں کے سامنے بولنا ہنسی مذاق کرنا جائز تو ہے لیکن اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ کچھ چیزیں عرفی ہوتی ہیں۔ عرف میں اس کو بہت برا سمجھا جاتا ہے۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ فقہا کی تصریح کے مطابق ادب کا مدار عرف پر ہے اور عرف میں بڑوں کے سامنے بے تکلف ہو کر بات کرنے کو بے ادبی سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ بہت بڑی بے ادبی اور بے حیائی ہے۔

ختم نبوت کانفرنس دریا خان

۵ ؍مارچ بعد از عشاء جامعہ فاروقیہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے ممتاز بزرگ رہنما مولانا محمد عبداللہ بھکر، جناب دین محمد فریدی، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا محمود حسن، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس ٹھیڑی

۸ ؍مارچ بروز پیر کو جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑی کی جامع مسجد میں بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ کانفرنس سے مولانا نذر عثمانی مبلغ ختم نبوت حیدرآباد نے بیان کیا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا کا خصوصی بیان ہوا اور آخر میں مولانا میر محمد میرک نے دعائیہ کلمات کہے اور دعاء کرائی۔

حضرت مولانا عبدالستار توحیدیؒ!

مولانا عبدالغفار توحیدی

خاندان

خاندانی اعتبار سے آپ کا گھرانہ بڑا علمی اور اولیاء اللہ کا گھرانہ تھا۔ آپ راولپنڈی کے مضافات میں ایک قصبہ بھترال شریف علاقہ سواں میں مشہور عالم دین حکیم قاضی غلام ربانیؒ کے گھر ۱۹۱۷ء کو ''قطب شاہی اعوان خاندان'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا مولانا قاضی فیض احمدؒ بہت بڑے عالم تھے۔ بھترال شریف میں زمانہ قیام پاکستان سے قبل یہاں بڑا دارالعلوم تھا۔ بالخصوص صرف ونحو کا مرکز تھا۔ مولانا قاری سعیدالرحمان کے والد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ جیسے حضرات بھی وہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ''صرف بھترال'' جو اس وقت مشہور تھی اور علاقہ کے مدارس میں باقاعدہ نصاب میں پڑھائی جاتی تھی۔ یہ انہی کے نام سے ہے۔ آج بھی بعض مدارس میں پڑھائی جارہی ہے۔ پرانے علماء اکثر اس سے متعارف ہیں۔ یہ حضرت توحیدیؒ کے دادا کی تصنیف ہے۔ آپ کے خاندان کے بڑے سرخیل حضرت توحیدیؒ کے پردادا حضرت مولانا قاضی برہان الدینؒ تھے۔ جو علاقہ چکوال کے قصبہ ''حطار'' تحصیل کلر کہار میں تھے۔ موضع حطار میں بھی مدرسہ رہا۔ یہاں تشنگان علوم دینیہ علمی پیاس بجھانے آتے رہے۔ یہاں سے بھی بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔ اکتساب فیض کیا۔ بالخصوص پیران پیر حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے بھی ''حطار'' میں تعلیم حاصل کی۔ اس کا تذکرہ خود پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے اپنی کتاب میں کیا۔ مولانا قاضی برہان الدینؒ وقت کے قاضی القضاۃ بھی تھے اور ولی کامل باعمل بھی تھے۔ پورا علاقہ ان کی خدمات کا معترف تھا۔

حصول تعلیم

ابتدائی سکول کی تعلیم ''بھترال'' کے علاقہ سواں کے مرکزی گاؤں موضع چکری گورنمنٹ ہائی سکول چکری ضلع راولپنڈی میں حاصل کی۔ ابتدائی دینی تعلیم گھر میں حاصل کی۔ بعد ازاں گردونواح کے مدارس میں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ جن میں علاقہ کے مدارس میں اس وقت مشہور دینی ادارہ ضلع اٹک تحصیل پنڈی گھیپ میں ''موضع ملہوالی'' حضرت شیخ الحدیث مولانا نور محمد صاحبؒ کے پاس رہے۔ مولانا نور محمد صاحبؒ امام العصر مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے۔ علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (یہ ملہوالی میں آج بھی قائم ہے)

ڈھابیل سہارنپور روانگی

دورہ حدیث شریف کے لئے بھارت کے مشہور شہر ڈھابیل سہارنپور تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان کاملپوریؒ، حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جیسے شیوخ سے علمی استفادکی سعادت حاصل کی۔ یہاں

ان کے رفقاء ہیں۔ مفتی مولانا زین العابدینؒ آف فیصل آباد خاص قابل ذکر ہیں۔ (دورہ حدیث شریف کی سند پر مذکورہ تمام شیوخ کے دستخط موجود ہیں) مولانا توحیدیؒ نے بیعت حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نے کی۔ مولانا عبدالستار توحیدیؒ نے تمام عمر اسی بیعت سے وفاء میں گذار دی۔ شیخ پیرو مرشد حضرت مدنیؒ کی حقیقی اطاعت میں گذاردی۔ انگریز دشمنی ان کی رگ وریشہ میں کوٹ کر بھری تھی۔ اس بناء پے حضرت مدنیؒ کی پیروی میں اپنی تمام اولاد کو سکول وبالخصوص انگریزی تعلیم سے دور رکھا۔ تمام اولاد کو فقط دینی تعلیم دلوائی۔

انگریز دشمنی کی ایک جھلک

اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ صدر ضیاء الحق کے زمانہ میں عربی ٹیچر کی آسامیاں نکلیں۔ سکول ٹیچر کی بھرتی ہوئی تو ان کے صاحبزادے (عبدالغفار توحیدی، محمد عمر فاروق توحیدی) سکول ٹیچر لگ گئے۔ والد مرحوم کو معلوم ہوا تو کہنے لگے۔ میں نے آپ کو دین پڑھایا ہے۔ دین کی خدمت کے لئے تم سکول ٹیچر لگ گئے ہو۔ جہاں انگریزی ہیڈ ماسٹر کے نیچے تم بیٹھو گے۔ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔ انگریزی ہیڈ ماسٹر تمہارے ایک بال کے برابر بھی نہیں ہے۔ یہ ٹیچری چھوڑ دو۔ مسجد بھی چھوڑ دو اور مجھے بھی چھوڑ دو۔ بالآخر ہم نے والد مرحوم کی پیروی میں سرکاری ملازمت چھوڑ دی۔ ''انگریزی نظام، انگریزی تعلیم'' سے بغاوت یہ اپنے شیخ پیرو مرشد مولانا مدنیؒ کی نصیحت تھی۔ جس پر وہ عمل پیرا رہے۔

قیام پاکستان اور جمعیت علمائے اسلام کی بنیاد

قیام پاکستان کے بعد اپنے پیرو مرشد کی پیروی میں انگریز دشمنی ونفاذ اسلام کے لئے جمعیت علمائے اسلام کے قیام میں بھرپور کردار ادا کیا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ساتھ خصوصی تعلق قائم فرمایا۔ شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت کے دروس قرآن میں خصوصی شرکت کی سعادت حاصل کی۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے قیام کی پہلی میٹنگ جس میں حضرت لاہوریؒ کو امیر حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو مرکزی ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔ اس میں بھی باقاعدہ شرکت کی۔ جمعیت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر رہے۔ حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے زمانہ میں بھی آخر تک مرکزی مجلس شوریٰ کے ممبر رہے۔ راولپنڈی میں جمعیت علمائے اسلام کی بنیاد رکھی اور آخر تک امیر رہے۔ اس پلیٹ فارم سے نفاذ اسلام کی جدوجہد کرتے رہے۔ متعدد بار گرفتار بھی ہوئے۔

تحریک ختم نبوت میں کردار

جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ وابستگی کے ساتھ ساتھ اکابرین علماء دیوبند کی طرف سے جو بھی دین کی خدمت یا تحریک چلی ان میں ہمیشہ بھرپور کردار ادا کیا۔ مقصد محض اللہ کی رضا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد جو سب سے بڑی تحریک چلی وہ مرزائیت کے خلاف تھی۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس کے قائد تھے۔ مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے تھی۔ اس میں بھرپور کردار ادا کیا اور کئی بار گرفتار اور ضلع بدر بھی ہوئے۔ یہ کردار مجاہدانہ کردار تھا۔ اس میں انہوں نے کسی قسم کی کوئی پرواہ نہ کی۔ ۱۹۵۳ء میں اس تحریک کے کردار کی وجہ سے گرفتار کئے گئے۔

گرفتاری کا مشہور واقعہ

خود ذکر فرمایا کہ کوٹ لکھپت لاہور جیل میں قید با مشقت میں رکھا گیا تھا۔ جیل سپرنٹنڈنٹ کے بارے میں مشہور تھا کہ مرزائی ہے۔ ایک مرتبہ اس کا دورہ جیل کا اعلان ہوا۔ پوری جیل کی صفائی وغیرہ، قیدیوں کو تیار کرایا گیا کہ ہر طرح سے سپرنٹنڈنٹ کا استقبال کریں۔ حسب پروگرام جب وہ ان کی کوٹھری میں آیا تو میں نے اس کا استقبال نہ کیا کہ گستاخ رسول ﷺ کی عزت نہیں کرسکتا۔ میں بیٹھا رہا۔ سلام وجواب بھی نہ کیا۔ جیل سپرنٹنڈنٹ کو یہ بہت ناگوار گذرا تو فوری طور پر بطور سزا میانوالی جیل تبادلہ کر دیا گیا۔ باقاعدہ ہتھکڑی بیڑیاں لگا کر بذریعہ ریل میانوالی براستہ راولپنڈی اسٹیشن لے جایا گیا۔ راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پر جب گاڑی رکی تو اسٹیشن پر پہلے سے موجود ان کے بڑے صاحبزادے مولانا محمود الحسن توحیدیؒ اور مولانا حسین علی توحیدی موجود تھے۔ میانوالی جیل جو بدنام زمانہ جیل مشہور ہے۔ بہت مشقت کا زمانہ اسیری تھا۔ لیکن یہ سب کچھ عشق رسالت میں بہت خوشی سے برداشت کیا۔ کوئی مشقت اسیری نہ تھی جو نہ دی گئی۔ اس کے باوجود آپ کے پائے استقامت میں کچھ فرق نہ آیا۔ قید با مشقت خندہ پیشانی سے برداشت کی۔

رہائی کے بعد امیر شریعتؒ سے ملاقات

میانوالی جیل سے رہائی کے بعد امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے ملاقات وتبادلہ خیالات کے لئے اور آئندہ کے لائحہ عمل کے لئے ملتان تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ تذکرہ فرمایا کہ جب ملتان شاہ صاحبؒ کے دولت خانہ پر پہنچا تو رات کا وقت تھا۔ جب میرا پتا چلا تو فوراً باہر تشریف لائے اور بڑے پرتپاک انداز میں استقبال کیا۔ خاطر تواضع کی اور بہت مسرت کا اظہار فرمایا۔ رہائی پر مبارک باد دی۔ گلے لگا کر فرمایا آپ نے عشق رسالت ﷺ کا حق ادا فرمایا۔ شاہ صاحبؒ نے اس موقعہ پر بہت دعائیں دیں۔ بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس پر جب انہوں نے میانوالی جیل کی مشکلات بیان کرنا شروع کیں تو شاہ صاحبؒ نے اپنے انداز میں فرمایا چھوڑ عبدالستار میرے سامنے میانوالی جیل کے احوال بیان نہ کر میں نے یہ تمام جیلیں کاٹی ہوئی ہیں۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں کردار

یہ تحریک بھی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں چلی۔ پورے ملک میں جلسے مظاہرے ہوئے۔ بالآخر اس تحریک کے نتیجہ میں مرزائی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ حضرت بنوریؒ نے بھرپور کردار ادا فرمایا۔ جگہ جگہ جلسے جلوس عوام وہر طبقہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خانؒ نے اس کی باگ دوڑ سنبھالی تھی۔ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار مرکز تھا۔ راولپنڈی اسلام آباد کے علماء کو ہر وقت بلا لیتے۔ اس میں والد محترم چونکہ حضرت کے دست راست تھے۔ عملی جامہ پہنانے میں ان کا خاص کردار ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ راولپنڈی اسلام آباد کے تقریباً اکثر بڑے علماء کرام کی گرفتاری کے احکامات دے دیئے گئے اور علماء کرام اس عظیم مشن کے لئے گرفتاری اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اس سلسلہ میں مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ، مولانا قاری احسان اللہ،

مولانا پیر سیف اللہ خالد، مولانا اویس خان ایوبی اور والد گرامی مولانا توحیدیؒ گرفتار کر لئے گئے اور سب کو کوٹ لکھپت جیل لاہور منتقل کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد رہائی کی گئی۔ جب سب کی رہائی کے آرڈر آ گئے تو والد مرحوم کی رہائی پھر رک گئی۔ صبح دیگر مذکورہ تمام علمائے کرام کی رہائی ہوئی تھی۔ مگر والد مرحوم کو رہا نہ کرنے کے خصوصی احکامات آ گئے۔ بقول مولانا عبداللہ شہیدؒ کے مولانا توحیدیؒ گردے کے درد کے شدید عارضے میں بھی مبتلاء ہو گئے تھے۔ ان حالات میں تمام اسیر علماء کرام سخت پریشان ہو گئے اور مشاورت کی گئی کہ رات بھر اللہ سے مولانا توحیدیؒ کی رہائی کے لئے خصوصی دعائیں کی جائیں اور بالخصوص مشہور وظیفہ یا بدیع العجائب بالخیر یا بدیع، ایک لاکھ مرتبہ کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اس کی برکت سے جب صبح ہوئی تو مولانا توحیدیؒ کی رہائی کے احکامات آ گئے۔ جب تمام علماء کرام نے مولانا توحیدیؒ کی رہائی کی خبر سنی تو خوشی کی انتہاء نہ رہی۔ رہائی کے بعد پورا قافلہ لاہور سے راولپنڈی کے لئے روانہ ہوا۔

راولپنڈی میں اسیران ختم نبوت کا استقبال

مولانا غلام اللہ خانؒ کو جب علماء کی رہائی کی خبر ملی تو فرط جذبات میں لیاقت باغ میں ان کے استقبال کا اعلان فرمادیا۔ راولپنڈی اسلام آباد کے تمام علماء کرام وعوام لیاقت باغ میں جمع ہو گئے۔ لیاقت باغ میں باقاعدہ استقبالیہ کیمپ لگایا گیا اور دن بھر انتظار کیا جاتا رہا۔ تقریباً میلے کا سماں تھا۔ ہاروں کا ڈھیر لگا دیا گیا تھا۔ یہ منظر عجیب تھا۔ جب بوقت مغرب یہ اسیران مولانا عبدالستار توحیدیؒ کی قیادت میں پہنچے تو خوب استقبال کیا گیا۔ حضرت شیخ القرآن نے ان کو گلے لگایا اور مبارک باد دی اور خوب حوصلہ افزائی فرمائی۔

مارشل لاء اور سرخ لکیر کا توڑنا

تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی۔ ایک مرتبہ جلوسوں پر پابندی لگا دی گئی۔ جمعہ کا دن تھا۔ فوج نے راجہ بازار کو گھیر لیا اور اعلان کر دیا کہ جو باہر نکلے گا گولی ماردی جائے گی اور باقاعدہ سرخ لائن لگا دی گئی کہ اس سے آگے کوئی نہ جائے۔ ورنہ گولی۔ اس پر ایک اہلحدیث عالم دین مولانا مسکین خطیب مرکزی جامع مسجد اہلحدیث اور دوسرے مولانا توحیدیؒ نے سرخ لکیر عبور کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ عشق رسالت، تقدس رسالت، ناموس رسالت کے لئے باقاعدہ جان کا نذرانہ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ ادھر فوج الرٹ ہے۔ خوف کا سماں ہے۔ یہ مردان مجاہد، ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ، مستانہ لگاتے ہوئے نکلے اور سرخ لائن عبور کر گئے۔ مگر فوج کو گولی چلانے کی جرأت نہ ہوئی۔ یہ بڑی آزمائش کا وقت تھا۔ ایک طرف گولی تھی اور ایک طرف عقیدہ ختم نبوت ناموس رسالت کا مسئلہ تھا۔ لیکن اس آزمائش پر بھی مولانا توحیدیؒ پورے اترے۔ انہوں نے جان پر کھیل کر علماء کی عزت کی لاج رکھی۔ انہی جیسی قربانیوں کی بدولت مسئلہ ختم نبوت حل ہوا۔ راولپنڈی کے علماء کرام ہر تحریک میں صف اوّل میں رہے۔ والد مرحوم کی جیل کی تاریخ قربانی سب سے زیادہ ہے۔ بالخصوص ختم نبوت کے حوالہ سے سب سے زیادہ قربانی وخدمت والد صاحب ہی کی ہیں۔ تو یہ کہنا بے جانہ ہوگا۔

ضلع بدر

اس تحریک ختم نبوت کے لئے ایک مرتبہ حکومت نے انہیں ضلع بدر کر دیا۔ ضلع جہلم پنڈ دادن خان میں ضلع

بدری کے زمانہ میں قاری قیام الدین مرحوم کے مدرسہ میں قیام فرمایا۔

افضل الجہاد کلمۂ حق عند سلطان جائر کی مثال

ذوالفقار علی بھٹو کا زمانہ تھا۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ کے بعد سقوط مشرقی پاکستان کا معاملہ تھا۔ بھٹو نے سیاستدانوں و مذہبی جماعتوں کو اعتماد میں لینے کے لئے مری میں گول میز کانفرنس بلائی۔ اس وقت وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا کوثر نیازیؒ نے مولانا غلام اللہ خانؒ کو مدعو کیا تھا۔ ان کے ہمراہ مولانا توحیدیؒ بھی تشریف لے گئے۔ جو باقاعدہ مدعو نہ تھے۔ تمام حضرات نے بھٹو کی تائید کی یا خاموش رہے۔ بنگلہ دیش کی منظوری کا سوال تھا۔ بھٹو کی موجودگی میں مولانا توحیدیؒ جرأت فرماتے ہوئے خود مائیک پر پہنچ گئے۔ بلاتمہید بھٹو کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جناب بھٹو صاحب! یہ درباری مولوی حضرات نے سقوط مشرقی پاکستان کی تائید کی ہے۔ ان کی نہ مانیں۔ جیسے قائداعظمؒ نے مسئلہ کشمیر میں فرمایا تھا۔ کشمیر ہماری شہ رگ ہے۔ ایسے ہی مشرقی پاکستان ہماری شہ رگ ہے۔ یہ سقوط ہم تسلیم نہیں کریں گے۔ اس پر بھٹو نے اسی وقت برہمی کا اظہار کیا اور بقول ان کے سات سال قید کی سزا دے دی۔ بعدازاں علامہ کوثر نیازیؒ اور حضرت شیخ القرآنؒ کی کوششوں سے یہ سزا معاف کر دی گئی۔ اس پر حضرت شیخ القرآنؒ کہا کرتے تھے کہ عبدالستار تیری مغفرت کے لئے یہی کافی ہے تو نے علماء دیوبند کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ اسی جرأت بہادری کی وجہ سے راولپنڈی کی انتظامیہ پر رعب تھا۔ حق بات کہنے میں کبھی تأمل نہ کیا کبھی مصلحت سے کام نہ لیا۔ کسی بھی موقعہ پر گھبراہٹ نہیں آئی۔ یہ ان کا طرہ امتیاز تھا۔

تمام اکابرین سے تعلق

فروعی اختلافات سے بالا ہو کر سب کا احترام فرماتے۔ مولانا توحیدیؒ نے زندگی کا بیشتر حصہ راولپنڈی میں گذارا اور بڑھ چڑھ کر دین کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جامع مسجد حنفیہ چوک نیا محلہ میں مستقلاً درس تدریس خطابت و دیگر دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی خدمات ہر مکتب فکر میں یادگار ہیں۔ اخلاص وللہیت کا پیکر تھے۔ جب بھی دارالعلوم دیوبند کے اکابرین پاکستان تشریف لائے۔ مثلاً حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ تو والد صاحب مرحوم کے پرانے تعلق حضرت شیخ مدنیؒ سے بیعت کے تعلق کی نسبت سے ضرور تشریف لاتے۔

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق

حضرت امیر مرکزیہ مرشد العلماء خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کا بہت احترام فرماتے تھے۔ جب بھی راولپنڈی تشریف لائے والد مرحوم کے زمانہ میں تو مولانا عبدالحکیمؒ، مولانا قاری محمد امینؒ اور محمد رمضان علویؒ، پھر حضرت ان کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہم باقاعدہ خود ان کے پاس تشریف لاتے اور ملاقات فرماتے۔ اسی دوران والد صاحبؒ نے اپنے صاحبزادوں عبدالغفار توحیدی، مولانا عمر فاروق توحیدی کو ان کے ہاتھ پر بیعت کروایا۔ ان سے تعلق قائم کرایا۔ خانقاہ سراجیہ اکثر ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ حضرت خواجہ خان صاحب دامت برکاتہم کی عقیدت کی وجہ سے اپنے بڑے صاحبزادے مولانا محمود الحسن توحیدی کو

حفظ قرآن کے لئے خانقاہ سراجیہ میں داخل کرایا۔

عائلی قوانین کے خلاف

صدر ایوب خان کے دور میں عائلی قوانین بنائے گئے۔ راولپنڈی میں مولانا غلام اللہ خانؒ اور والد صاحبؒ نے تحریک چلائی۔ لیکن صدر ایوب خان نے علماء کی بات نہ مانی۔ یہ عائلی قوانین غیر شرعی تھے۔ جن کے تحت طلاق کا اختیار عورت کو دے دیا گیا۔ مرد کی طلاق پر پابندی تھی۔ آج کل نکاح فارم مروجہ اسی زمانہ کے ہیں۔ تو اس پر والد صاحبؒ نے ساری زندگی نکاح نہیں پڑھایا۔ جب بھی کوئی نکاح پڑھوانے آتا تو واضح کر دیتے کہ موجودہ نکاح فارم غیر شرعی ہیں۔ میں ان پر نکاح نہیں پڑھاؤں گا۔ اس پر قائم رہے بلکہ جمعیت علماء اسلام کے نام سے نکاح فارم بنوا رکھے تھے۔ ان پر نکاح پڑھاتے۔ جس نکاح پر ڈھول باجا ہو نکاح چھوڑ کر آجاتے اور نکاح کے موقعہ پر یہ بھی واضح کرتے کہ مشرک کے ساتھ نکاح نہیں ہوتا۔ (لا تنکحو المشرکات حتیٰ یؤمن) خوب بیان فرماتے اور اہل کتاب کے نکاح کے جواب میں فرماتے کہ ان اہل کتاب سے نکاح جائز ہے جو مشرک نہ ہوں۔ بہر حال یہ علمی مسئلہ ہے۔ علمی مقام پر ہی بیان کیا جاسکتا ہے۔

ٹرنک بازار کا مشہور جلسہ

راولپنڈی میں فرق باطلہ کا ہر میدان میں بڑی جرأت سے مقابلہ کرتے رہے۔ ۱۰ر محرم الحرام تعزیہ کا جلوس ایک آزمائش سے کم نہ تھا۔ چونکہ والد صاحبؒ کی مسجد چاروں طرف امام باڑوں سے گھری ہوئی تھی۔ مرکزی چوک تھا۔ انتظامیہ کا سخت دباؤ رہتا کہ کسی طرح جلوس پر امن گذر جائے۔ والد صاحبؒ کو انتظامیہ (گورنمنٹ) بھی اہمیت دیتی تھی۔ امن کمیٹی کے اجلاس میں باقاعدہ دعوت دیتے۔ والد صاحبؒ ضرور جاتے اور کسی مصلحت سے کام نہ لیتے۔ تمام فرقہ موجود ہوتے اور خوب سناتے اور فرماتے جلوس تعزیہ مسجد کے باہر سے خاموشی سے مسجد کا احترام کرتے ہوئے ظہر کی نماز آذان سے پہلے گذر جائیں۔ اس شرط پر پھر تمام گورنمنٹ انتظامیہ پابندی کراتی۔ بڑا رعب ہوتا تھا۔ پھر ۱۲ر ربیع الاوّل میلاد النبی ﷺ کا جلوس بھی بہت بڑی آزمائش ہوتا وہ بھی یہاں سے گذرتا تو گورنمنٹ انتظامیہ کو خطرہ رہتا۔ یہاں قریب کوئی جھنڈیاں وغیرہ قریب لگانے کی جرأت نہ کرسکتا تھا۔ جب یہ جلوس ختم ہو جائے تو سب کا جواب دینے کے لئے پھر ٹرنک بازار چوک میں تین روزہ سیرت النبی ﷺ کانفرنس کروایا کرتے تھے۔ پورے شہر کی واحد مشہور کانفرنس تھی جو بازار میں ہوا کرتی تھی۔ جس میں ملک کے تمام مشہور خطباء مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، علامہ عبدالستار تونسوی، علامہ دوست محمد قریشیؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غوث ہزارویؒ، مولانا اجمل خان لاہوریؒ، مولانا ضیاء القاسمیؒ جیسے خطباء تشریف لاتے رہے۔ تمام موضوعات پر خطاب ہوتا۔ آخر میں علامہ حق نواز جھنگویؒ، مولانا ضیاء الرحمان فاروقیؒ، مولانا ایثار القاسمیؒ کا جلسہ ہوا۔ کانفرنس کا ایک دن توحید کے لئے مختص تھا۔ جس میں حضرت شیخ القرآنؒ کا خصوصی بیان ہوتا تھا۔ ان کانفرنس کا مسلک کی اشاعت میں بہت کردار رہا۔ عظمت صحابہؓ اور بالخصوص عقیدہ ختم نبوت پر خصوصی تقاریر ہوا کرتی تھیں۔ مرزائیت کے خلاف بھرپور آواز بلند کی جاتی۔ اس کانفرنس میں

مولانا تاج محمودؒ فیصل آباد اور آغا شورش کشمیریؒ خصوصیت سے تشریف لاتے۔ اس کانفرنس میں والد صاحبؒ کے اخلاص کی وجہ سے سب حضرات بلاتکلف خود تشریف لاتے۔

دسترخوان

سخاوت وفیاضی میں بھی یہاں آپ بہت آگے تھے۔ اکثر وبیشتر مولانا مفتی محمودؒ، مولانا ضیاء القاسمیؒ ودیگر حضرات تشریف لاتے۔ اپنی پسند کے مطابق کھانا طلب فرماتے اور محبت سے والد صاحبؒ ہر بات پوری فرماتے۔ ہر وقت دسترخوان چلتا رہتا۔ مہمان کے اکرام کا حق ادا فرماتے۔

سفر حج بیت اللہ

زمانہ حج جب آتا تو بے چین ہوجاتے۔ اپنی پراپرٹی مکان جو ہوتا فروخت کر کے حج پر ضرور جاتے۔ اکثر حج بحریہ پر کئے۔ سرکاری حج کبھی قبول نہ کیا۔ بحریہ سفر حج کے دوران اکثر سفر تقاریر وعظ نصیحت میں گذرتا۔

وفات حسرت آیات

''کل نفس ذائقة الموت'' کے مطابق بالآخر یہ مرحلہ آن پہنچا۔ اسلام آباد کمپلیکس ہسپتال آخر میں زیر علاج رہے۔ عارضہ جگر میں مبتلاء رہے۔ وفات سے ایک روز قبل جمعۃ المبارک تھا۔ جمعہ کے روز صبح تقریباً ۱۱ بجے ڈاکٹروں سے پوچھے بغیر نقاہت کے باوجود تنہا ہی ٹیکسی کرایہ پر لے کر عین جمعہ کے وقت اپنی جامع مسجد حنفیہ چوک نیا محلہ پہنچ گئے۔ تمام اہل خانہ حیران ہوگئے تو فرمایا۔ میں جمعہ پڑھانے آیا ہوں۔ اہل خانہ نے کہا اس کمزوری میں آپ کیسے جمعہ پڑھائیں گے۔ فرمایا میں بیٹھ کر پڑھاوں گا۔ مسجد تشریف لے گئے۔ ممبر پر بیٹھ کر مختصر تقریر فرمائی۔ (زندگی کا یہ پہلا وآخری جمعہ بیٹھ کر پڑھایا۔ ورنہ تمام عمر سنت کے مطابق کھڑے ہوکر تقریر فرماتے) دوبارہ ہسپتال نہیں گئے۔ رات گھر پر ہی آرام فرمایا۔ ہفتہ کے روز صبح کی نماز جب کھڑی ہوئی تو چین نہیں آیا۔ اکیلے ہی بیٹھ کر سیڑھیاں اتر کر مسجد پہنچ گئے۔ جماعت میں شامل ہوگئے۔ آخری نماز بیٹھ کر باجماعت نماز کی سعادت حاصل فرمائی۔ یہ آخری نماز تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہیں یقینی احساس ہوگیا تھا۔ یہ جمعہ ونماز آخری ہے۔ اس لئے شدید تکلیف میں بھی باجماعت نماز ادا فرمائی اور ہسپتال سے آگئے۔ (بروز ہفتہ ۱۹۹۲ء) صبح ۸ بجے کے قریب وفات فرما گئے۔ انا للہ وانا الیه راجعون! آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے اب زندگی کا مزہ نہیں رہا۔ حضرت شیخ القرآن کے ساتھ رونق تھی۔ اب کوئی ساتھی نہیں رہا۔

جنازہ

آپ کی وصیت کے مطابق راولپنڈی میں ہی عام قبرستان میں تدفین ہوئی۔ جنازہ بڑے صاحبزادے مولانا محمود الحسن توحیدی مرحوم نے لیاقت باغ کے وسیع میدان میں پڑھایا اور یہ ایک تاریخی جنازہ تھا اور راولپنڈی میں تاریخی جنازہ والے روز خوب بارش ہورہی تھی۔

اسلام اور قادیانیت ...... ایک تقابلی جائزہ!

قسط نمبر:۳

مولانا غلام رسول دین پوری

اسلامی عقیدہ (۱۳) معراج جسمانی برحق ہے

اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات، امام الانبیاء، سیّد الاولین والآخرین، حضور خاتم النبیین ﷺ کو معراج جسمانی (روح مع الجسد) ہوئی ہے: ’’سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ (الاسرأ:۱)‘‘ ﴿پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔﴾

’’عن ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ قال للنبی ﷺ لیلۃ اسریٰ بہ طلبتك یا رسول اللہ البارحۃ فی مکانك فلم اجدك فاجابہ ان جبریل علیہ السلام حملنی الی المسجد الاقصیٰ ......الخ (شفاء ج۱ ص۱۱۰)‘‘ ﴿حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو کل رات (معراج کی رات) آپ کے مکان پر تلاش کیا۔ آپ کو موجود نہ پایا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ مجھے حضرت جبریل علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی طرف اٹھا کر لے گئے تھے۔﴾

آیت مبارکہ میں ’’بعبدہ‘‘ کا لفظ ہے۔ پورے قرآن پاک اور لغت عرب میں ’’عبد‘‘ کا اطلاق مجموعہ روح اور جسد پر ہوا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفصیل تفسیر ابن کثیر ج۵ ص۴۱)

مرزائی عقیدہ (۱۳) معراج جسمانی نہیں ہوئی

مرزا قادیانی اور اس کے ذریت معراج جسمانی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ معراج جسم مبارک کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ ایک قسم کا کشف تھا۔ ملاحظہ ہو:

’’یہ معراج جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا............اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود (مرزا) صاحب تجربہ ہے۔‘‘ (ازالۂ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶ حاشیہ)

’’آنحضرت ﷺ جسم کے ساتھ نہ بیت المقدس میں گئے۔ نہ آسمان پر۔ بلکہ وہ ایک رؤیا صالحہ تھی۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۹۴، خزائن ج۳ ص۲۵۰)

ملاحظہ فرمائیے کہ مرزائی دجل کس طرح صریح نص قرآن کا انکار کررہا ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر دعویٰ کرتا ہے کہ ’’سبحان الذی اسریٰ بعبد‘‘ مجھ پر وحی ہوئی ہے۔

(ملاحظہ ہو تذکرہ ص۷۵، ۷۶، ۶۹، ضمیمہ حقیقت الوحی ص۸۱، خزائن ج۲۲ ص۷۰۷)

اوّل تو حضور ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار کرتا ہے۔ جب بات بنتی نظر نہ آئی تو اس آیت شریفہ کو دجل وتلبیس سے اپنی ذات پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔

اسلامی عقیدہ (۱۴) قیامت کا قائم ہونا

تمام آسمانی مذاہب سمیت اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت قائم ہوگی۔ تمام انسان اپنی اپنی قبروں سے نکل کر حساب وکتاب کے لئے میدان محشر میں جمع ہوں گے۔ صور پھونکا جائے گا۔ زمین وآسمان بدلے جائیں گے۔ اعمال کا وزن ہوگا۔ پل صراط قائم ہوگی۔ وغیرہم!

’’ونفخ فی الصور فاذا هم من الاجداث الی ربهم ینسلون (یاسین: ۵۱)‘‘ ﴿اور صور پھونکا جائے گا۔ اس وقت سب کے سب اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف چلیں گے۔﴾

’’یحشر الناس فی صعید واحد یوم القیامة (مشکوٰۃ ص:۴۸۷)‘‘ ﴿حضورﷺ نے فرمایا لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کئے جائیں گے۔﴾ بطور نمونہ ایک آیت مبارکہ اور ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔ قیامِ قیامت اور واقعات واحوال قیامت تفصیل سے بیان کئے جائیں تو مستقل ایک کتاب بن جائے گی۔ سارا قرآن پاک اور ذخیرۂ احادیث اس تفصیل سے بھرا ہوا ہے۔

مرزائی عقیدہ (۱۴) انکار قیامت

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ مردے قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہر شخص مرنے کے بعد ہی جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہوجاتا ہے۔ پھر کسی کو جنت و دوزخ سے نہیں نکلا جاتا۔ اپنے اپنے مقام میں رہتے ہوئے ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ یہی حشر اجساد ہے۔ یعنی روحانی طور پر حشر اجساد ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

’’اگر بہشتی لوگ بہشت میں داخل شدہ تجویز کئے جائیں تو طلبی کے وقت انہیں بہشت سے نکلنا پڑے گا اور اس لق ودق جنگل میں جہاں تخت رب العالمین بچھایا گیا ہے۔ حاضر ہونا پڑے گا۔ ایسا خیال تو سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہوا ہے۔‘‘ (ازالۂ اوہام ص۳۵۰، خزائن ج۳ ص۲۷۹)

دیکھئے! مرزا قادیانی ملعون نے قرآن وحدیث کے مقابلہ میں کیسی نرالی منطق پیش کی۔ جس میں انکارِ قیامت کے ساتھ ساتھ عقیدۂ قیامت کو یہودی سرشت باور کرایا جارہا ہے اور اللہ کی ذات سے متعلق گستاخی و بے ادبی کررہا ہے۔ اسے اپنے کردار اور برے کرتوت نظر آتے تھے۔ اس لئے اس عقیدہ کی بنیاد رکھ کر اپنی ذریت کو اس تعمیر کے مکمل کرنے پر لگادیا۔ اس لئے انہوں نے اپنی تجویز سے قادیان وچناب نگر میں بہشتی مقبرہ بنا کر لوگوں کو دھوکے میں ڈالا۔ واللہ هو الهادی وهو یهدی الیٰ سواء السبیل!

اسلامی عقیدہ (۱۵) وجود ملائکہ

اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ فرشتے خدا تعالیٰ کے مکرم اور فرمانبردار بندے ہیں۔ جو لطیف قسم کا نورانی جسم رکھتے ہیں۔ مختلف اشکال میں متشکل ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔ بعض اپنے مستقر (ہیڈکوارٹر) آسمان سے تعمیل حکم کے لئے زمین پر بھی نازل ہوتے رہتے ہیں۔ حامل وحی فرشتہ (حضرت جبریل علیہ السلام) خدا تعالیٰ کی طرف سے احکام لے کر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتا رہا۔

''بل عباد مکرمون ۰ لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون (انبیاء:۲۶،۲۷)''
﴿بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں معزز۔ وہ قول میں اللہ تعالیٰ سے پیش دستی نہیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عمل کرتے ہیں۔﴾

''اولی اجنحة مثنیٰ وثلاث و رباع'' ﴿دو دو بازو والے تین تین بازو والے، چار چار بازو والے ہیں۔﴾ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا ان کے چھ سو ۶۰۰ بازو ہیں۔ (بخاری ج۱ص ۴۵۸)

''عن ابن عباس رضی الله عنه ان النبیﷺ قال یوم بدر هذا جبریل علیه السلام اخذ برأس فرسه علیه اداة الحرب (بخاری ج ۲ ص ۵۷۰)'' ﴿حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے بدر کے دن فرمایا یہ جبرئیل (علیہ السلام) ہیں اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہتھیار پہنے ہوئے۔﴾

بہت سی آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ فرشتے اللہ کے حکم پر آسمان سے زمین پر نازل ہوئے ہیں۔ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت محض خودغرضی سے انکار کے درپے اور تحریف قرآن وحدیث پر تلے ہوئے ہیں۔ ان کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ نزول ورفع عیسیٰ ابن مریم کے امکانی تمام راستے بند ہو جائیں۔

حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ قرآن وسنت اور امت مسلمہ کا مسلمہ عقیدہ ہے۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کوئی پیشینگوئی نہیں ہے جس کا پورا ہونا ''محمدی بیگم کے آسمانی نکاح'' کی طرح محال ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام انشاء اللہ! قرب قیامت میں تشریف لائیں گے اور بڑی آب وتاب کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ قادیانیت پر ذلت ورسوائی کے بادل چھا جائیں گے اور غلامان ختم نبوت کے چہروں پر مسرتیں ہی مسرتیں ہوں گی۔

مرزائی عقیدہ (۱۵) انکار نزول ملائکہ

مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے عقیدہ میں یہ بالکل باطل ہے۔ ان کے نزدیک ملائک ارواح کواکب کا نام ہے۔ وہ اپنا مستقر (ہیڈکوارٹر) چھوڑ کر زمین پر کبھی نہیں آسکتے۔ بطور نمونہ ایک حوالہ ملاحظہ ہو:

''محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائک اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بداہت باطل بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہی ضروری ہوتا کہ ملائک اپنی اپنی خدمات کی بجاآوری کے لئے اپنے اصلی وجود کے ساتھ زمین پر اترا کرتے تو پھر ان سے کوئی کام انجام پذیر ہونا بغایۃ درجہ محال تھا۔'' (توضیح المرام ص۲۹، خزائن ج۳ ص۶۶)

اہل اسلام ومحققین اہل اسلام کا عقیدہ پہلے آپ نے قرآن وسنت کی روشنی ملاحظہ فرمایا۔ جبکہ مرزا قادیانی قرآن وحدیث کے عقیدہ کو باطل باور کرا رہا ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ ملائک زمین پر اترا کرتے تو کوئی کام انجام پذیر نہ ہوتا۔ حالانکہ صدیوں سے دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ آج تک مختل نہیں ہوا۔

یہ بھی یاد رکھیں! جمہور اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ: ”نصوص کو ان کے ظاہر پر رکھا جائے۔ ان سے عدول کرنا، الحاد، بے دینیاور کفر ہے۔ لہٰذا ملائک کے وجود ونزول کا انکار کرنا سراسر اور بالبداہت کفر ہے۔“

اسلامی عقیدہ (۱۶) مفتری علی اللہ کافر ہے

اسلام اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا اور رسول ﷺ پر افتراء کرنے والا وحی الٰہی کے نزول کا دعویٰ کرنے والا۔ قطعی کافراور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ملاحظہ ہو:

”فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیه شئی (الانعام: ۹۳)“ ﴿جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا کہے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے۔ حالانکہ کچھ وحی نہیں کی گئی۔ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔﴾ مرزا قادیانی نے (حاشیہ حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷) میں خود اقرار کیا ہے کہ ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا۔ اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔“ (بخاری ج۱ ص۲۱)

مرزائی عقیدہ (۱۶) مرزائی افتراء علی اللہ والرسول

مرزا قادیانی نے اپنی کتب میں متعدد جگہ خدا تعالیٰ اور رسول پر افتراء کیا ہے۔ ان میں سے چند ملاحظہ ہوں:

۱…… ”خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔“ (ازالہ اوہام ص۳۹۸، خزائن ج۳ ص۳۰۶)

نوٹ: مرزا قادیانی اس پیشین گوئی میں جھوٹا نکلا۔ اس طرح کہ ”محمدی بیگم“ کا نکاح دوسری جگہ ۱۸۹۲ء میں ہوا۔ اور مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں بے نیل ومرام آنجہانی ہوگیا۔

۲…… ”ایک بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے۔ گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔“ (دافع البلاء ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰)

اس پیشینگوئی میں ایک تو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کا رسول کہہ کر افتراء علی اللہ کیا۔ دوسرے یہ پیشینگوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ جب قادیان میں طاعون بڑے زور وشور سے پھیلا تو خود مرزا قادیانی کے گھر میں طاعون آئی۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے: ”طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون کا زور تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوگیا۔“ (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

۳…… ”لیکن ضرور تھا کہ قرآن واحادیث کی وہ پیشینگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو علماء اسلام کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔“ (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴)

قرآن کریم کی کسی آیت میں یہ مضمون نہیں اور نہ ہی کسی حدیث میں ہے۔ یہ مرزا قادیانی کا اللہ اور اس کے رسول پر کھلم کھلا جھوٹ ہے۔

۴...... ’’حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہوں گے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰) کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں۔ یہ محض اللہ کے رسول پر افتراء ہے۔ فافہم!

۵...... ’’صحیح بخاری کی حدیث جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کروہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ’’ھذا خلیفۃ اللہ المھدی‘‘ اب سوچ کر یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی۔ (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

یہ بھی صریح جھوٹ ہے۔ صحیح بخاری میں ہرگز یہ حدیث نہیں آئی۔ اپنی خود غرضی کے لئے بخاری کی طرف غلط اور جھوٹی نسبت کردی ہے۔ کیا ان واضح عبارات کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی کے دجل میں کوئی شبہ ہے۔ (جاری ہے)

ہڑپہ میں سیرت کانفرنس

۳؍مارچ کو ہڑپہ میں سیرت النبی کانفرنس سے مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا محبوب الحسن، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ مولانا صاحبزادہ رشید احمد نے صدارت کی۔

ختم نبوت کانفرنس کہروڑپکا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کہروڑپکا کے زیراہتمام حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال کی قیادت واہتمام میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا ۴؍مارچ کو انعقاد ہوا۔ پورے ضلع کی دینی قیادت موجود تھی۔ شیخ الحدیث واستاذ الکل حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے صدارت فرمائی۔ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، حضرت مولانا عبدالکریم ندیم، حضرت مولانا محمد رضوان، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ قراردادیں مولانا فیض محمود نے پیش کیں۔ قاری محمد یاسر ظفر کی نعتوں نے کانفرنس کے ماحول کو بقعۂ نور بنائے رکھا۔ کانفرنس میں بھرپور اور مثالی حاضری تھی۔ کانفرنس دوررس نتائج کی حامل ہوگی اور اس کے مدتوں تذکرے رہیں گے۔

ڈاہرانوالی میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ۱۵؍فروری کو ڈاہرانوالی حافظ آباد میں بعد از نماز عشاء عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس سے قاری مولانا عبدالحفیظ فیصل آباد، مولانا محمد عارف شامی، مولانا حافظ عبدالوہاب اور مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

رسول نگر میں ختم نبوت کانفرنس

قصبہ رسول نگر تحصیل علی پور چٹھہ میں ۱۶؍فروری بعد از نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس سے مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا بلال احمد، مولانا محمد افضل کٹھانہ، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، مولانا محمد عارف شامی، مولانا اللہ وسایا اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ اس موقعہ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رسول نگر کے دفتر کا بھی افتتاح مولانا عزیزالرحمٰن ثانی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کیا۔

ختم نبوت کانفرنس سکھر کی کاروائی!

ادارہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ! کہ ۱۴ رمارچ ۲۰۱۰ء کو قاسم پارک سکھر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی۔ مغرب کی نماز سے لے کر صبح ساڑھے تین بجے یہ کانفرنس سوائے وقفہ نماز عشاء کے تسلسل کے ساتھ جاری رہی۔ کانفرنس کی تیاری دو ماہ سے شروع تھی۔ حضرت مولانا بشیر احمد، حضرت مولانا محمد حسین ناصر، سکھر مجلس کے رہنمایان حضرت مولانا قاری خلیل احمد، حضرت مولانا عبداللطیف اشرفی، حضرت آغا سید محمد، حضرت مولانا عبدالباری، بمع اپنے دیگر متعلقین کے کانفرنس کی تیاری کے لئے شب وروز ایک کردیئے تھے۔ یکم رمارچ کو حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور سے سکھر تشریف لاکر شریک قافلہ ہوئے۔ حیدرآباد سے حضرت مولانا محمد نذر عثمانی، میرپور سے حضرت مولانا محمد علی صدیقی، خیرپور سے مولانا تجمل حسین پر مشتمل کاروان، نواب شاہ سے اوباڑہ تک، اور جنوب میں انڈیا کی سرحد سے شمال میں کنڈیارو تک کے علاقہ میں شب وروز متواتر تبلیغی سفر جاری رکھا۔

۵ رمارچ کو کراچی سے حضرت مولانا قاضی احسان احمد بھی اس قافلہ میں شریک ہوگئے۔ میرے خیال میں ۵۰ رمربع میل تک کا کوئی قصبہ اور اہم شہر ایسا نہیں جس کا دورہ نہ کیا ہو۔ بیانات ہوئے، میٹنگیں ہوئیں۔ علماء سے ملاقاتوں اور مشاورتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اشتہارات، بینرز، فلیکس کے بینرز سے ہر طرف کا ماحول سراپا کانفرنس بن گیا۔ لٹریچر، ہینڈبل بہت کثرت سے تقسیم ہوئے۔ خطبات جمعہ میں علماء نے پبلک کو کانفرنس کے لئے تیار کرنا شروع کیا۔ کانفرنس کے روز صبح کی ٹرین پر کراچی سے مرکزی ناظم اعلیٰ دامت برکاتہم، حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اپنے رفقاء سمیت تشریف لائے۔ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہؒ کی خانقاہ عالیہ، پیر طریقت حضرت مولانا محمد فاروقؒ کی خانقاہ عالیہ، جامعہ اشرفیہ، دفتر ختم نبوت، حضرت حاجی فرزند علیؒ کی رہائش گاہ، باہر سے آنے والے مہمانوں کی مہمانداری کے لئے وقف ہوگئیں۔ شام کو قافلے آنے شروع ہوئے۔ میرپور، کنری، حیدرآباد، نواب شاہ، رحیم یار خان تک کے بھرپور وفدو قافلوں نے کانفرنس میں شرکت کی۔ باقی اندرون سندھ کے قافلوں کا تو شمار ہی نہیں۔ پنڈال کے وسیع وعریض تمام حصہ کو خوبصورت بینروں سے سجایا گیا تھا۔ سپیکر، جنریٹر، لائٹ کا وسیع انتظام کیا گیا۔ خانقاہ عالیہ بھرچونڈی شریف کے موجودہ سجادہ نشین حضرت سائیں عبدالخالق کے صاحبزادہ سائیں عبدالمالک، خانقاہ عالیہ ہالیجی شریف کے سجادہ نشین سائیں عبدالصمد، خانقاہ عالیہ پیر شریف کے سجادہ نشین سائیں عبدالعزیز نے اصالۃً کانفرنس میں شرکت سے ممنون احسان فرمایا۔

جماعت اسلامی کے امیر مرکزیہ سید منور حسن، جمعیت علماء پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ابوالخیر محمد زبیر، اسی طرح جمعیت علماء اسلام کے حضرت سائیں ہالیجی شریف کے علاوہ مرکزی نائب امیر شیخ الحدیث مولانا محمد مراد، حضرت سائیں مولانا میر محمد میرک مرکزی ناظم انتخابات صوبہ سندھ، وفاق المدارس کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، ایسے بیسیوں مہمانان گرامی ذی وقار نے کانفرنس میں شرکت سے ممنون احسان فرمایا۔ حضرت مولانا محمد اسد تھانوی مہتمم جامعہ اشرفیہ، حضرت قاری خلیل احمد، ناظم جامعہ اشرفیہ سکھر تو

کانفرنس کے میزبان تھے۔ انہوں نے رات گئے تک سٹیج پر حاضری سے کارکنوں کے حوصلوں کو بلند رکھا۔ غرض حاضری، مہمانان گرامی کی آمد، انتظامات، بیانات، جلسہ صدارت، قراردادیں، نظم ونسق، دلجمعی سکون ووقار ہر اعتبار سے یہ کانفرنس کامیاب ترین کانفرنس تھی۔ جامعہ اشرفیہ، جامعہ حمادیہ منزل گاہ کے طلباء، مجلس پنوں کے رفقاء نے اپنے اپنے اساتذہ اور منتظمین کی سربراہی میں سیکورٹی کے نظم کو قابل قدر وقابل رشک، قابل تعریف وقابل فخر طریقہ پر سنبھالا۔ کانفرنس کیا تھی۔ انعامات الٰہی کی خوبصورت تقریب تھی۔ ایسا سکون وسکینہ مدتوں بعد دیکھنے میں نظر آیا۔ مولانا محمد اکرم طوفانی، سٹیج کے آخری ایک کونہ پر مجذوبانہ حالت میں دم بخود مراقب بیٹھے نظر آئے۔ ان کو دیکھ کر وجد آفریں کیفیت سے حاضرین مالا مال ہوئے۔ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کا ایک بجے سے سوا دو بجے تک بیان ہوا۔ اس دوران تو پورا اجتماع اتنا طویل وقت گذارنے کے باوجود اس وقار اور سنجیدگی، اطمینان ویکسوئی سے محو بیدار تھا کہ جسے دیکھ کر گویا سکینہ آسمانوں سے اترتا نظر آنے کی کیفیت طاری تھی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

پہلی نشست بعد از مغرب

صدارت...... میاں عبدالمالک صاحب بن سائیں عبدالخالق بھر جونڈی شریف۔ نقابت...... مولانا محمد علی صدیقی، مولانا ضیاء الدین آزاد۔ تلاوت...... متعلم جامعہ اشرفیہ سکھر۔ بیانات...... مولانا محمد تجمل حسین، مبلغ عالمی مجلس گمبٹ، مولانا علی محمد، معلم جامعہ اشرفیہ سکھر، مولانا عبداللطیف، مبلغ عالمی مجلس بدین، مولانا عبدالغفور بھٹو۔

دوسری نشست بعد از عشاء

صدارت...... حضرت سائیں عبدالصمد، حضرت سائیں مولانا عبدالعزیز، حضرت مولانا قاری خلیل احمد۔

تلاوت...... حافظ عبدالحیٔ اشرفی بن مولانا عبداللطیف اشرفی۔ نقابت...... مولانا محمد رضوان، مولانا قاضی احسان احمد۔

بیانات...... مولانا عبدالصمد انقلابی، مولانا الٰہی بخش ٹانوری، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد رضوان، جنرل سیکرٹری سرگودھا، جناب اسداللہ بھٹو صوبہ سندھ امیر جماعت اسلامی، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا میر محمد میرک جمعیت علماء اسلام، مولانا محمد مراد نائب امیر مرکزیہ جمعیت علماء اسلام، مولانا مفتی محمد ابراہیم صوبائی امیر جمعیت علماء پاکستان، ابوالخیر محمد زبیر مرکزی صدر جمعیت علماء پاکستان، اسلام الدین شیخ سینیٹر پی پی، جناب سید منور حسن امیر جماعت اسلامی، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ملتان، مولانا عبدالحمید لنڈ، مولانا ثناء اللہ حیدری برادر عزیز مولانا علی شیر حیدری خیر پور، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی سکھر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا اسعد تھانوی کراچی۔ خطبہ صدارت...... مولانا قاضی احسان احمد کراچی۔

قراردادیں...... مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان۔ دعا...... حضرت مولانا سائیں میاں عبدالصمد کے خلیفہ مجاز اور صاحبزادہ میاں سائیں مولانا غلام اللہ ہالیجوی نے کرائی۔

انشاءاللہ العزیز یہ کانفرنس اپنے نتائج کے اعتبار سے بھی موثر ثابت ہوگی۔ وماذالك على الله بعزيز!

ختم نبوت کانفرنس سکھر کا خطبہ صدارت!

(جو کراچی مجلس کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے پیش کیا)

حضرات علماء کرام ومشائخ عظام! آج ۱۴؍مارچ ۲۰۱۰ء بروز اتوار سکھر شہر میں تاریخی مقام محمد بن قاسم پارک میں ہم سب عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے جمع ہیں۔ اسلامیان سندھ نے جس وارفتگی ووالہانہ انداز میں اس کانفرنس میں جوق در جوق شرکت کر کے کانفرنس کو ایک یادگار، مثالی اور تاریخ ساز بنایا ہے۔ اس پر ہم اللہ رب العزت کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

سامعین گرامی! عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اسلامیان سندھ کی مساعی جمیلہ اور گراں قدر خدمات سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ درگاہ عالیہ راشدیہ قادریہ پیر جو گوٹھ، درگاہ عالیہ امروٹ شریف، درگاہ عالیہ ہالیجی شریف، درگاہ عالیہ بھرچونڈی شریف، درگاہ عالیہ بیر شریف، درگاہ عالیہ جرار پوٹر، درگاہ عالیہ باجی شریف کے سجادہ نشین حضرات اور ان سے وابستہ حضرات ومتعلقین نے جس طرح اپنے اپنے دور میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا ہے وہ تاریخ کا سنہری باب ہے۔ آج اسی تسلسل کا ایک مظہر ختم نبوت کی یہ عظیم الشان کانفرنس ہے۔

سامعین گرامی قدر! یہ وہی سکھر ہے جس کے مضافات یعنی ضلع خیر پور میں ایک قادیانی ملعون عبدالحق نے اہانت رسول کا جب ارتکاب کیا تو اسی ضلع خیر پور کے ایک مجاہد فی سبیل اللہ غازی حاجی محمد مانک نے اس کے ناپاک وجود سے اللہ رب العزت کی دھرتی کو پاک کر کے اسلامیان سندھ کا سر فخر سے بلند کیا۔ یہ وہی سکھر ہے جہاں ہر سال عظیم الشان سہ روزہ ختم نبوت آل پاکستان سطح پر ختم نبوت کی کانفرنس منعقد ہوتی رہیں۔ مولانا سید ابوالحسنات قادری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا لال حسین اختر، سید مظفر علی شمسی، جناب ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا عبدالحامد بدایوانی اور دوسرے حضرات نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اسی سکھر سینٹرل جیل کی در ودیوار کو آباد کیا۔ یہ وہی سکھر ہے جہاں منکرین ختم نبوت قادیانیوں نے ۱۹۸۵ء میں بم چلا کر مسجد منزل گاہ میں شیخ الحدیث مولانا محمد مراد ہالیجوی پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اس میں دو مسلمان شہید ہوئے۔ درجن بھر کے قریب شدید زخمی ہوئے۔ ''جسے رب رکھے اسے کون چکھے'' کے مصداق حضرت مولانا محمد مراد صاحب کو منظر سے ہٹانے والے نامراد ہوئے۔ ان دشمنان ومنکرین ختم نبوت کے ظلم وستم تشدد وبربریت کے باوجود آج بھی ختم نبوت کا تحفظ پہلے سے زیادہ جوش وولولے کے ساتھ جاری ہے۔ جس کا مظہر یہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہے۔

حضرات گرامی! بہت ناانصافی ہوگی اگر میں سندھ کے مرد مجاہد حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف والوں کا تذکرہ نہ کروں۔ جن کی مجاہدانہ للکار نے قادیانیت کے خواب وخور حرام کر دیئے تھے۔ الحمدللہ! یہ سکھر وہی سکھر ہے جہاں ہمیشہ تمام مکاتب فکر کی قیادت نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے باہمی اتفاق واتحاد کے ساتھ اس عشق

وستی کے قافلے کو آگے بڑھایا۔

حضرات سامعین! آج اس وقت ملک عزیز کی صورتحال یہ ہے کہ قادیانی اور دیگر مرتدین ومعاندین اسلام فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دے رہے ہیں۔ مسلمانوں کو باہمی دست وگریبان کرنے کے منصوبے بن رہے ہیں۔ غیر ملکی آقاؤں کے ایجنڈے کی تکمیل میں ملک عزیز کی سلامتی کو داؤ پر لگایا جارہا ہے۔ ان حالات میں ختم نبوت کانفرنس سکھر کا انعقاد، عظیم الشان بھرپور حاضری، تمام دینی قیادت کی بھرپور شرکت اس بات کا واضح اعلان ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ، ناموس رسالت مآب ﷺ کی پاسبانی، وطن عزیز کے استحکام وسلامتی، اتحاد بین المسلمین کے لئے نئے ولولہ اور جذبہ کے تحت کام کریں گے اور انشاءاللہ ثم انشاءاللہ اس مسئلہ کے تحفظ کے لئے آگے بڑھیں گے۔ اس کانفرنس سے واپس جائیں تو یہ جذبہ لے کر جائیں کہ ہم نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دن رات ایک کرنا ہے اور اس وقت تک اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے تا آنکہ قادیانی اسلام قبول کر لیں یا ان کا وجود حرف غلط کی طرح اپنے انجام کو پہنچ جائے۔

عوام سے اپیل ہے کہ وہ قادیانیت اور ان کی مصنوعات اور اداروں کا بائیکاٹ کریں اور علماء کرام سے استدعا ہے کہ وہ کم ازکم مہینہ کا ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے بیان کے لئے وقف کریں گے۔ حضرات گرامی ایک بار پھر آپ سب حضرات کی تشریف آوری کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے حامی وناصر ہوں۔

حضرات اختتام سے قبل بہت ہی دکھے دل کے ساتھ مولانا سعید احمد جلالپوریؒ اور مولانا عبدالغفور ندیمؒ اور ان کے رفقاء کی شہادت پر اللہ رب العزت سے دعاء گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ان کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بحرمة خاتم النبیین!

ختم نبوت کانفرنس سکھر میں پیش کی جانے والی قراردادیں

۱...... ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت وقت سے بھرپور مطالبہ کرتا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

۲...... تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پورے ملک میں قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں کا نوٹس لیا جائے اور قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔

۳...... تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی لٹریچر جو خالصتاً کفر اور ارتداد پھیلا رہا ہے۔ اس پر پابندی لگائے جائے۔

۴...... تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی گروہ اسلام اور پاکستان کی مذہبی بنیادوں کو منہدم کرنے کی مذموم سازشیں کررہا ہے۔ اس لئے قادیانیوں کو فوری طور پر تمام سرکاری کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

۵...... تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا

سعید احمد جلال پوریؒ، مولانا عبدالغفور ندیمؒ اور ان کے رفقائے کرام کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

۶...... تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حضورﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے ممالک سے سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں۔ ان ممالک کے سفیروں کو ناپسندیدہ شخصیات قرار دے کر انہیں ملک بدر کیا جائے اور حکومت پاکستان ان تمام ممالک سے اپنے سفیروں کو فوری طور پر واپس بلائے۔

۷...... ملک عزیز پاکستان جن نازک حالات گزر رہا ہے۔ اس کے پیش نظر ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت یوسف کذاب کے چیلے زید زمان المعروف زید حامد کو لگام دی جائے جو ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کو گمراہ کرنے اور سرکاری تعلیمی اداروں کے ماحول کو مکدر کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس پر پابندی عائد کی جائے۔

۸...... تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع شہری و ضلعی انتظامیہ، قاسم پارک کے منتظمین اور دیگر تمام اداروں کا تہہ دل سے مشکور ہے کہ انہوں نے اس کانفرنس کے انعقاد میں اپنے حب النبیﷺ کا ثبوت دیتے ہوئے بھرپور تعاون کیا۔

۹...... تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں نظر ثانی کرتے وقت آئین میں شامل اسلامی دفعات، قادیانیوں سے متعلق ترامیم قرارداد مقاصد قانون تحفظ ناموس رسالت کے تشخص کو ہر حال میں برقرار رکھا جائے۔ (تمام سامعین نے ان قراردادوں کی بھرپور طریقہ سے منظوری دی۔)

ختم نبوت کانفرنس بھریا روڈ

۱۲؍مارچ بروز جمعہ بعد نماز مغرب تارات گئے بھریا روڈ شہر میں ختم نبوت چوک میں کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس سے مولانا حفیظ الرحمان، مولانا تجمل حسین، حافظ خادم حسین شر، مولانا نذر عثمانی، قاری کامران کے بیانات ہوئے اور آخر میں قرارداد پیش کی گئی اور حاضرین کو سکھر کانفرنس کی دعوت دی گئی۔

ختم نبوت کانفرنس گمبٹ

۱۱؍مارچ بروز جمعرات بعد نماز مغرب تلاوت کلام پاک سے آغاز کیا گیا اور مقامی نعت خوانوں نے نظمیں پڑھیں۔ پھر مولانا تجمل حسین کا بیان ہوا۔ پھر مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا بیان ہوا۔ سائیں عبدالعزیز بیر شریف والوں کا بیان ہوا۔ اس کے بعد نماز کا وقفہ کیا گیا۔ بعد نماز عشاء مولانا محمد حسین ناصر اور مولانا قاضی احسان احمد کا بیان ہوا۔ مولانا میر محمد میرک، مولانا عبدالغفور حیدری، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے خصوصی بیانات ہوئے۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کا بیان، سانحہ کراچی کی وجہ سے نہ ہوسکا۔ کانفرنس کے آخر میں سکھر کانفرنس میں شرکت کا وعدہ لیا گیا اور قراردادیں پیش کی گئیں۔ ۱۲؍مارچ کو جمعہ جامع مسجد صدیق اکبر خیر پور میں مولانا نذر عثمانی نے پڑھایا اور مولانا تجمل حسین نے جامع مسجد محمدی میں جمعہ پڑھایا اور حاضرین سے کانفرنس میں شرکت کا وعدہ لیا۔

احتساب قادیانیت جلد بتیس کا دیباچہ!

مولانا اللہ وسایا

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علی سید الرسل وخاتم الانبیاء ۰ امابعد!

لیجئے! اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی بتیسویں (۳۲) جلد حاضر خدمت ہے۔اس میں تین حضرات کی تین کتابیں شامل اشاعت ہیں۔

۱...... حرف محرمانہ: جناب ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی تصنیف ہے۔جو آپ نے جولائی ۱۹۵۳ء میں تحریر فرمائی۔دنیا جانتی ہے کہ جناب ڈاکٹر غلام جیلانی برق پر ایک زمانہ میں ''انکار حدیث'' کا رجحان غالب تھا۔آپ کی یہ تصنیف بھی اسی زمانہ کی ہے۔جگہ جگہ حدیث شریف کے انکار پران کا قلم زورآور طوفان کی طرح موجیں مارتا نظر آتا ہے۔علماء کرام کی مخالفت میں جی بھر کر منہمک نظر آتے ہیں۔ان تمام تر نقائص کے باوجود قادیانیت کے لٹریچر پر ان کی بھرپور گرفت ہے۔مرزا قادیانی پر جس سمت سے حملہ آور ہوتے ہیں۔اس کے بال و پر نوچ لیتے ہیں۔دلائل گرم الفاظ نرم کا یہ مصداق کتاب ہے۔اے کاش کوئی متلاشی حق قادیانی اس کتاب کو پڑھ لے۔چاہے اسے ایمان نصیب نہ ہو۔لیکن اتمام حجت تو یقینی امر ہے۔اس لئے ہی اس جلد میں اس کو شامل کیا ہے۔

۲...... احمدیہ تحریک: جناب ملک محمد جعفر خان صاحب اس کے مصنف ہیں۔نومبر ۱۹۵۷ء میں انہوں نے یہ کتاب تحریر کی۔پہلے اس کی کچھ اقساط ماہنامہ طلوع اسلام لاہور میں شائع ہوئیں۔پھر ان کو کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔جناب ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی طرح ملک محمد جعفر خان بھی اٹک کے رہائشی تھے۔ملک محمد جعفر خان پہلے قادیانی تھے۔بلکہ ان کی پوری فیملی قادیانی تھی۔خوب پڑھے لکھے اور مظبوط قسم کے قلمکار تھے۔قادیانیت کو ترک کیا۔گویا مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑا تو جناب غلام احمد پرویز کے گرویدہ ہوگئے۔ملک محمد جعفر خان صاحب کا خاندان قادیانی تھا تو اپنے قادیانی عزیزوں کو قادیانیت سمجھانے کے لئے انہوں نے پوری قوت صرف کی۔بہت ساری باتیں ردقادیانیت کے سلسلہ کی نہایت ہی بلیغ اور اچھوتے انداز میں اس کتاب میں آگئی ہیں اور یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ ملک صاحب نے خوب دل سوزی کے ساتھ اپنے قادیانی عزیزوں کو قادیانیت کے دلدل یا چنگل سے نکالنے کی سعی مشکور کی ہے۔ملک صاحب نے ۱۹۷۰ء کا الیکشن پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر لڑا۔یہ یاد نہیں کہ کامیاب بھی ہوگئے تھے یا نہیں۔وکالت کرتے تھے۔پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ قادیانیت ترک کرنے کے بعد انہوں نے پرویز صاحب کے نظریات اپنا لئے تھے۔اس لئے قارئین ملاحظہ کریں گے کہ وہ جگہ جگہ ردقادیانیت کے ساتھ ساتھ پرویزی خیالات کی ترجمانی میں کسر نہیں چھوڑتے۔ان خامیوں کے باوجود قادیانیت زدہ افراد کو قادیانیت سمجھانے کے لئے یہ کتاب بہت مفید ثابت ہوسکتی ہے۔بس یہی غرض ہے اس کتاب کو اس جلد میں شامل کرنے کی۔

۳...... ختم نبوت اور تحریک احمدیت: اس کے مصنف جناب غلام احمد پرویز ہیں۔پرویز صاحب جولائی ۱۹۰۳ء میں بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوئے۔فروری ۱۹۸۵ء کو لاہور میں فوت ہوئے۔یہ وہی پرویز صاحب ہیں جو خود

کو اہل قرآن کہتے ہیں اور علماء کرام ان کو منکر حدیث قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے یہ کتاب اضافوں کے ساتھ ۱۹۷۴ء کے اواخر میں شائع کی۔ پرویز صاحب نے قادیانیت کا تجزیہ اپنے طور پر خوب سے خوب تر کیا ہے۔ قادیانیت و پرویزیت اس کتاب میں ایک دوسرے کے مدمقابل ہے۔ ایک غلام احمد نے دوسرے غلام احمد کو آڑے ہاتھوں لیا ہے۔ اسے چت گرا کر اس کے سینے پر سوار ہوکر سینے پر مونگ دلنے کا جو انداز اختیار کیا ہے۔ اسی نے اس کتاب کو احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ قارئین اس جلد میں تینوں حضرات کی تینوں کتابیں مرزا غلام احمد قادیانی کو جدید طرز پر سمجھنے کے لئے بہت مددگار ہوں گی۔

یہ جلد منکرین حدیث کی ردقادیانیت پر مشتمل تصنیفات کا مجموعہ ہے۔ قارئین! اللہ تعالیٰ نے مہلت دی ہے تو (۱) رافضی۔ (۲) خارجی۔ (۳) مسیحی حضرات۔ (۴) اور خود قادیانی گروہ کے وہ حضرات جنہوں نے قادیانی کرتوتوں پر قلم اٹھایا۔ ان سب کو علیحدہ علیحدہ (گویا رافضی، خارجی، عیسائی، قادیانی باغی گروہ) کی ردقادیانیت پر مشتمل کتب کو ایک ایک جلد میں جمع کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر اس میں خیر ہے تو اللہ تعالیٰ یہ کام کرادیں اور اگر اس میں کوئی شر کا پہلو ہے تو اللہ تعالیٰ توفیق ہی نہ دیں۔ آمین! اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ احتساب کی یہ جلد، منکرین حدیث، منکرین ختم نبوت کو کیا سمجھتے ہیں؟ کے سوال کا جواب ہے۔

سرگودھا میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مرکزی عیدگاہ میں عظیم الشان ختم نبوت (خواتین) کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی نگرانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی اور شبان ختم نبوت کے مقامی صدر عاصم اشتیاق نے کی۔ کانفرنس کی تشہیر کے لئے خواتین میں چھوٹی چھوٹی پچاس کانفرنسیں کی گئیں۔ کانفرنس ہال کو شامیانوں اور قناعتوں سے ڈھانپ کر مکمل باپردہ بنادیا گیا تھا۔ کانفرنس کی منتظم نے پانچ چھ ہزار خواتین کے لئے انتظام کیا۔ لیکن خواتین کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے انتظامات میں اضافہ کرنا پڑا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق دس سے بارہ ہزار خواتین نے کانفرنس میں شرکت کی۔ خواتین سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مولانا محمد اکرم طوفانی، مقامی امیر مولانا نور محمد ہزاروی، ناظم اعلیٰ مولانا محمد رضوان اور مفتی شاہد مسعود نے خطاب کیا۔

معدہ کی اصلاح کے لئے مجرب
ساھیوال پھکی
نظام ہضم درست رکھنے کے لئے
غلیظ مادوں کو خارج کرنے کے لئے
بدن میں فرحت ونشاط پیدا کرنے کے لئے
طبیعت سے ثقیل اور بوجھل پن دور کرنے کے لئے
ساہیوال پھکی کا استعمال عظیم نعمت ہے دیپالپور بازار ساہیوال
السعید ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی 040-428885
0321-6950003
0313-2771969
0302-72000904

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ سکھر

۹رفروری ۲۰۱۰ء بعد نماز ظہر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑی میں طلباء اور علماء سے خطاب فرمایا اور حاضرین کے سامنے کذبات مرزا قادیانی کو بیان فرمایا۔ نماز عصر جامعہ حیدریہ لقمان خیر پور میرس میں پڑھی۔ مولانا ثناء اللہ برادر صغیر علامہ حیدریؒ سے تعزیت کی اور تمام ساتھیوں کو سکھر کانفرنس میں شرکت کی بھرپور دعوت دی۔ بعد نماز عشاء حکیم عبدالواحد نے مدرسے دارالفیوض رانی پور جلسہ میں شرکت فرمائی۔ ۱۰رفروری جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے طلباء وعلماء سے خصوصی بیان فرمایا۔ بعد نماز ظہر مدرسہ جامعہ انوارالعلوم کنڈیارو میں ختم نبوت کے عنوان پر جلسہ منعقد کیا گیا۔ جامعہ عربیہ مخزن العلوم کے ناظم مولانا جاوید الرحمان اور مولانا اشفاق الرحمان نے جمعیت طلباء اسلام کے تعاون سے پھل شہر میں ''ختم نبوت کانفرنس'' منعقد کی۔ کانفرنس کا آغاز بعد نماز مغرب تلاوت کلام پاک سے کیا گیا اور مقامی نعت خواں حاکم علی بھٹو نے ختم نبوت پر نظم پیش کی۔ اس کے بعد مولانا جاوید الرحمان نے بیان کیا۔ پھر راقم نے عقیدہ ختم نبوت پر بیان کیا۔ بعد نماز عشاء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریاں کے عنوان پر خصوصی خطاب کیا۔ کانفرنس کا آخری خطاب سندھ کے مشہور خطیب مولانا صبغت اللہ جوگی کا ہوا۔ ۱۱رفروری بروز جمعرات ۱۰ بجے دن ناگوموری گوٹھ مولاداد ضلع نوشہرو فیروز میں مقامی علماء کرام ودیگر کارکنان کی خصوصی نشست رکھی گئی۔ جس میں راقم اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء جامعہ مسجد خضریٰ لطیف کالونی مورو میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا بیان ہوا۔ ۱۲رفروری بروز جمعہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں جمعہ کا خطاب فرمایا اور راقم نے جامع مسجد عثمانی دولت کالونی میں جمعہ کا بیان کیا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد مکہ لائن پار نواب شاہ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا خصوصی بیان ہوا۔

مولانا غلام مصطفیٰ کے تبلیغی پروگرام

جامع مسجد غلہ منڈی سلانوالی میں بعد از نماز عصر اور جامع مسجد مدنی چوک سلانوالی میں بعد از نماز مغرب، اور جامع مسجد عمر اسلام نگر سلانوالی میں بعد از نماز عشاء درس دیئے۔ جن میں عقیدۂ ختم نبوت، حیات سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام پر مفصل گفتگو فرماتے ہوئے حاضرین وسامعین کرام کو فتنۂ قادیانیت سے روشناس کرایا۔ موضع وڈسیداں، موضع دھن ہرلاں اور میانہ کوٹ لاہورروڈ ضلع چنیوٹ کے مذکورہ مقامات میں جلسۂ عام میں خطاب فرمایا۔ یکم رمارچ ۲۰۱۰ء بروز پیرکوٹی، ایم، اے ہال ضلع چنیوٹ میں جناب ڈی سی او صاحب اور جناب ڈی پی او صاحب کے زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسۂ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ اسی طرح یکم رمارچ کو پرانا ڈاکخانہ محلّہ لاہوری گیٹ اور مصطفیٰ آباد گلی نمبر ۴

فیصل آباد میں جلسۂ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں مولانا موصوف نے آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت، آپ کی سرت طیبہ، آپ کی ختم نبوت پر تفصیلی بیانات فرمائے۔ ۲؍مارچ بروز منگل بعد نماز ظہر بلدیہ ہال ضلع چنیوٹ میں سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مولانا موصوف نے سیرت کے حوالے سے گفتگو فرماتے ہوئے آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ، حسن وجمال وغیرہ موضوعات پر بیان فرمایا۔

ختم نبوت کانفرنس چینجی

ختم نبوت کانفرنس مورخہ ۲۰؍فروری بروزہ ہفتہ بعد از نماز ظہر تا عصر بمقام ڈھیری والی مسجد چینجی شہر ضلع چکوال میں بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز بعد از نماز ظہر تلاوت کلام الٰہی سے ہوا۔ تلاوت مولانا قاری نور محمد نے کی۔ اس کے بعد قاری نور خان نے خاتم الانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں نعت پیش کی۔ نقابت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے مولانا محمد جاوید توحیدی نے مولانا قاری سعید احمد مہتمم جامعہ علویہ حیدریہ تلہ گنگ کو دعوت خطاب دیا۔ حضرت قاری نے موجودہ حالات پہ تبصرہ کرتے ہوئے قادیانیت کی موجودہ دور میں سرگرمیوں سے سامعین کو بڑے احسن انداز میں آگاہ کیا۔ اس کے علاوہ مولانا عبیدالرحمٰن انور خطیب مرکزی جامع مسجد عیدگاہ تلہ گنگ نے بڑے اچھے انداز میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے حالات سے سامعین کو آگاہ کیا۔ آخر میں عالمی مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکاء اجتماع سے خطاب کیا۔

’’تلونڈی‘‘ نزد ’’الہ آباد‘‘ میں مدعی نبوت

گذشتہ دنوں الہ آباد کے گردونواح میں اکبر اور اس کے بیٹوں میں سے طارق اور محمد علی نے مبینہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ مسلمانوں نے گرفتار کرنے کا مطالبہ انتظامیہ سے کیا۔ انہوں نے لیت ولعل سے کام لیا۔ اسی دوران مسلمانوں نے پرامن احتجاج اور مظاہرہ کیا۔ ملزمان نے مظاہرین کے سامنے دوبارہ گستاخانہ جملے پھر دہرائے۔ جس پر سخت مشتعل نامعلوم افراد نے ان کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس ملزمان کو لے گئی۔ طارق راستے میں ہی دم توڑ گیا۔ پولیس نے نبوت کے دعویداروں کے خلاف 295/C کے تحت توہین رسالت کا مقدمہ درج کرلیا۔

چناب نگر میں ایک عظیم الشان جلسہ سیرت النبی ﷺ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیراہتمام ۳۴؍رواں سالانہ عظیم الشان جلسہ، سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے مصنون جامعہ مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ بیانات میں مذکورہ حضرات نے سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے مفصل ومدلل گفتگو فرمائی۔ مولانا محمد صابر صفدر نے اسٹیج سنبھالنے کے فرائض سرانجام دیئے۔ جبکہ خطبہ جمعۃ المبارک مولانا غلام رسول دین پوری نے سرانجام دیا اور اختتامی دعا مولانا اللہ وسایا نے فرمائی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ خوشاب

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی چارروزہ دورہ پر خوشاب میں تشریف لائے۔ مسجد عمر خوشاب، جامع مسجد

صدیق اکبر خوشاب، جامعہ امدادیہ جوہر آباد، جامعہ علوم شرعیہ جوہر آباد، جامع مسجد مٹھہ ٹوانہ، پیلووانس میں مختلف اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ مولانا عبدالستار مبلغ خوشاب آپ کے ہمراہ تھے۔

جامعہ قاسمیہ گوجرانوالہ میں ختم نبوت کانفرنس

۱۷ر فروری بعد از مغرب تارات گئے جامعہ قاسمیہ گوجرانوالہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد عالم طارق، مولانا اللہ وسایا اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔ میزبانی کے فرائض حضرت مولانا قاری گلزار احمد مہتمم جامعہ قاسمیہ اور آپ کے صاحبزادگان نے ادا کئے۔

سلانوالی میں ختم نبوت کانفرنس

۱۸ر فروری بعد از نماز عشاء جامع مسجد مدنی میں سیرۃ خاتم الانبیاء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا غلام مصطفیٰ خطیب چناب نگر، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا اللہ وسایا نے بیانات کئے۔

ختم نبوت کانفرنس کراچی

۲۱ر فروری کو فاطمہ مسجد میٹرول میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد اعجاز، مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ ختم نبوت کانفرنس شادمان ٹاؤن کراچی میں ۲۲ر فروری کو حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ کی زیر صدارت میں ختم نبوت کانفرنس سے مندرجہ بالا حضرات نے خطاب کیا۔ ۲۳ر فروری جامع مسجد مریم، مدرسہ مصباح العلوم محمودیہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مولانا عبدالقیوم نعمانی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ ان تمام پروگراموں میں پاکستان کے نامور قاری احسان اللہ فاروقی کی تلاوت ہوئی۔ اجلاس سے حضرت جلالپوریؒ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد اعجاز، مولانا اللہ وسایا کے بیانات ہوئے۔ ۲۴ر فروری کو گلشن جامی میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا مفتی محمد نعیم، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔ اسٹیل ٹاؤن کراچی میں ۲۵ر فروری کو ختم نبوت کانفرنس سے مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ مولانا محمد اعجاز، مولانا محمد اسحٰق کے ایمان پرور بیانات ہوئے۔ ۲۶ر فروری کو مدینہ کالونی لانڈھی میں ختم نبوت کانفرنس سے مولانا قاضی احسان، مولانا محمد اسحٰق، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد عادل نے بیان فرمایا۔ جامع مسجد بلال ڈرگ روڈ میں ختم نبوت کانفرنس ۲۷ر فروری کو منعقد ہوئی۔ مولانا اللہ وسایا نے بیان کیا۔ ختم نبوت کورس اسی سفر میں تین روزہ ختم نبوت کورس مدرسہ انوار الصحابہ میں منعقد ہوا۔ جس سے پہلے دو روز مولانا اللہ وسایا، اور آخری روز مولانا قاضی احسان احمد نے خطاب کیا۔

اس سفر کا آخری پروگرام ۲۸ر فروری کو معہد الخلیل میں منعقد ہوا۔ برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث کے خلیفہ مجاز پیر طریقت مولانا محمد یحییٰ مدنی نے صدارت فرمائی۔ مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا۔

کنجوانی میں ختم نبوت کانفرنس

۲ر مارچ کو کنجوانی تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کا اہتمام جامعہ فیض عام سمندری کی شاخ واقع گاؤں ہذا نے کیا تھا۔ متعدد حضرات کے علاوہ مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس محراب پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کی جانب سے ۹؍مارچ ۲۰۱۰ء کو جامع مسجد محراب پور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ کانفرنس کا آغاز بعد نماز عصر ہوا۔ تلاوت قاری فتح محمد نے کی۔ عصر کے بعد مولانا تجمل حسین کا بیان ہوا۔ بعد نماز مغرب تا عشاء مولانا عیسیٰ سموں کا بیان ہوا۔ بعد نماز عشاء حافظ نعیم شاکر نے نظمیں پڑھیں اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے بیان کیا۔ پھر مولانا قاضی احسان احمد کا خصوصی بیان ہوا۔ آخر میں مولانا اللہ وسایا کا بیان ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس لیہ

۵؍مارچ کو لیہ جامع مسجد کرنال میں ختم نبوت کانفرنس سے قبل از جمعہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، بعد از جمعہ مولانا اللہ وسایا، مولانا پیر عبدالقادر ڈیروی نے خطاب فرمایا۔ جناب اللہ نواز سرگانی نے اپنے ایمان پرور کلام سے سامعین کو مسحور کیا۔ قاری محمد آصف نے تلاوت کلام فرمائی۔ جناب قاری عبدالشکور، مولانا عبدالستار حیدری نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ مولانا محمد حسین نے صدارت فرمائی۔

ردقادیانیت کورس اور ختم نبوت کانفرنس

۲ تا ۴؍مارچ ۲۰۱۰ء کو جامع مسجد کبیر نواب شاہ میں سہ روزہ ردقادیانیت کورس ہوا۔ کورس کا آغاز قاری عطاء الرحمان مدنی کی تلاوت سے ہوا۔ افتتاحی بیان مولانا محمد انیس امیر مقامی جماعت نے کیا۔ بعد نماز مغرب تارات ۱۰ بجے تک یہ پروگرام تین دن چلتا رہا۔ مولانا مفتی راشد مدنی مبلغ رحیم یار خان، مولانا مفتی حفیظ الرحمان ٹنڈو آدم، مولانا قاضی احسان احمد مبلغ کراچی، سمیت دوسرے حضرات کے لیکچرز ہوئے۔ مختلف دینی مدارس کے طلباء، علماء، اساتذہ، تجار، ملازمین غرض تمام طبقہ حیات سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ پہلے دن تقریباً سو سے زائد اور دوسرے دن ڈیڑھ سو اور تیسرے دن دو سو سے زائد حضرات نے شرکت کی۔ ان حضرات کو جماعت کی طرف سے کاپی قلم اور لٹریچر دیا گیا اور تینوں دن طعام کا انتظام کیا گیا۔ نواب شاہ کے تمام مدارس کے علماء وطلباء نے کورس کو کامیاب بنانے میں مکمل تعاون کیا۔ نواب شاہ کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے مقامی جماعت کے تمام رفقاء سمیت بھرپور محنت کی اور نظم کو سنبھالا، الحمدللہ! اس سہ روزہ کورس سے بہت اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ ۴؍مارچ بروز جمعرات کو سہ روزہ کورس کے اختتام پر بعد نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ تلاوت قاری محمد رضا نے کی۔ حافظ محمد اسد اللہ اور حافظ محمد عثمان نے نظمیں پڑھیں۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری محمد امجد مدنی نے انجام دیئے۔ مقامی علماء کرام میں سے مولانا سید گل محمد شاہ، مولانا حزب اللہ کھوسو، مولانا سراج الدین، مولانا محمود الحسن کے بیانات ہوئے۔ اس کے بعد مولانا تجمل حسین، مولانا محمد اعجاز، مولانا قاضی احسان احمد، کے بیانات ہوئے۔ آخر میں مہمان خصوصی مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری شہید کا بیان ہوا۔ مولانا تجمل حسین نے قراردادیں پیش کیں اور کانفرنس کا اختتام حضرت مفتی صاحب کی دعاء پر ہوا۔

اندرون سندھ کا دورہ

۶؍مارچ کو سکھر سے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد نذر عثمانی پر مشتمل وفد اندرون

سندھ کے دورے کے لئے روانہ ہوا۔ سب سے پہلے شکار پور روڈ لکھی کے علاقے میں مولانا عبداللطیف سے ملاقات کی۔ کانفرنس کی دعوت دی۔ لکھی سے روانگی کے بعد مدیجی میں قائم مدرسہ دارالہدیٰ حمادیہ میں علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ دعوت نامے دیئے اور اشتہارات لگوائے۔ بعدازاں وفد لاڑکانہ پہنچا۔ جامعہ مسجد ہائیکورٹ میں حافظ محمد رفیق، مولوی احسان اللہ سے ملاقات کر کے کانفرنس کی دعوت اور اشتہارات پہنچائے۔ لاڑکانہ میں مولانا علی محمد حقانی مدظلہ سے ملاقات کی۔ کانفرنس کی کامیابی کے لئے ان سے دعاء کرائی اور دعوت دی۔ ڈاکٹر علامہ خالد محمود سومرو کے مدرسہ میں اساتذہ وناظمین سے ملاقاتیں کی۔ خصوصاً مولانا عبدالباسط، مولانا محمد اقبال، لاڑکانہ کے بعد میروخان میں مولانا عبدالقیوم کی معرفت سے نماز مغرب میں تین مساجد میں بیانات ہوئے۔ علماء کرام کو دعوت دی۔ اشتہارات پہنچائے۔ میروخان سے قمبر کا سفر ہوا۔ قمبر شہر کی بڑی مساجد میں تین مقامات پر پروگرام ہوئے۔ عوام الناس کو کانفرنس کی دعوت دی اور خصوصاً علماء کرام سے وعدہ لیا کہ وہ کانفرنس میں بھرپور شرکت کو یقینی بنائیں گے۔ ۷؍مارچ کو قمبر سے علاقہ کی معروف درگاہ پیر شریف حاضری ہوئی۔ حضرت مولانا سائیں عبدالعزیز مدظلہ کو کانفرنس کی دعوت بھی دی اور دعا بھی کرائی۔ قمبر سے واپسی پر نوڈیرو اور گڑھی خدا بخش کا دورہ کیا۔ مولانا عبدالقدوس کے مدرسہ میں قاری صاحبان سے ملاقات کر کے دعوت نامے پہنچائے۔ لاڑکانہ شہر میں خصوصاً ڈاکٹر علامہ خالد محمود کے جامعہ میں علماء کرام کے ایک بڑے اجلاس سے مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کانفرنس کی غرض وغایت اور موجودہ حالات میں ہماری ذمہ داریوں پر بیان کیا۔ بعدازاں علامہ خالد محمود سے ملاقات ہوئی۔ کانفرنس کی دعوت کی یاددہانی کرائی اور دیگر علماء کرام مولانا مسعود احمد، حافظ رفیق احمد، مولانا عبدالباسط سے ملاقات ہوئی۔ لاڑکانہ سے وفد گمبٹ کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں رانی پور میں حامد عباسی مسجد، تاج مسجد، جامع مسجد اور نور مسجد میں بعد نماز مغرب بیانات ہوئے۔ رات قیام گمبٹ جدید دفتر میں ہوا اور ۸؍مارچ کو صبح کی نماز کے بعد تین مساجد، رحمانیہ مسجد، مکی مسجد، مدینہ مسجد میں بیانات ہوئے۔ صبح دس بجے مدرسہ عربیہ شمس العلوم کھرڑا میں بیان ہوا۔ علماء اور طلباء کو کانفرنس کی دعوت دی گئی۔ ٹھیری میرواہ مدرسہ عربیہ انوار العلوم والتوحید اور جامع مسجد میں علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ مولانا بشیر احمد، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا محمد علی صدیقی کی ٹھیری میں علماء کرام سے ملاقاتیں ہوئیں اور دو مساجد میں بیانات ہوئے۔ خیر پور میرس میں صدیق اکبر مسجد میں مولانا اسد اللہ سے ملاقات ہوئی۔ کانفرنس کی دعوت دی اور مسجد میں اعلان بھی ہوا۔ بعدازاں مولانا میر محمد میرک کے جامعہ حمادیہ اور مولانا علی شیر حیدریؒ کے جامعہ میں علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور کانفرنس کی دعوت دی۔ بعدازاں مولانا شبیر احمد پھلپوٹو کے مدرسہ عبداللہ بن مسعود میں جلسہ میں بیان ہوا اور کانفرنس کی علماء کرام کو دعوت دی۔

سید احمد حسین زید کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے سیکرٹری اطلاعات سید احمد حسین زید کی والدہ محترمہ گذشتہ دنوں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ مرحومہ کا نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی نے پڑھایا۔ جبکہ نماز جنازہ میں شہر بھر کے علماء اور کارکنان کے علاوہ حافظ محمد ثاقب، حافظ محمد یوسف عثمانی، حافظ احسان الواحد، امان اللہ قادری، پروفیسر محمد انور، پروفیسر محمد اعظم، حافظ محمد معاویہ بن چوہدری غلام نبیؒ، حافظ محمد الیاس اور

حافظ خرم شہزاد نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے عہدیداران اور کارکنان نے سید احمد حسین زید سے تعزیت اور مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعاء کی۔

معروف نعت خواں محمد یٰسین گجر کا انتقال

سادہ لباس، درویشانہ مزاج اور حلیم طبیعت کے مالک جناب یاسین گجرؒ نے اپنی ساری زندگی فقیری وسادگی میں گزاری۔ زندگی کا ایک حصہ اوکاڑہ میں گذارا۔ پھر آخری چند سالوں میں گوجرانوالہ شفٹ ہوگئے۔ جگر اور شوگر کے عارضہ میں عرصہ سے مبتلا تھے۔ جلسوں اور اجتماعات میں جانا بھی ترک کردیا۔ گوجرانوالہ کے دیہات ''شیرا کوٹ'' میں سادہ سے مکان میں زندگی بسر کررہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا اور وہ ہمیں چھوڑ کر وہاں چلے گئے۔ جہاں سب نے جانا ہے۔ اللہ ان کی تربت پر کروڑوں رحمتیں نازل کرے۔ مرحوم کا نماز جنازہ علامہ زاہد الراشدی نے پڑھا۔ شہر کے جید علماء کے علاوہ دینی کارکنان اور عوام الناس کی کثیر تعداد نے ان کے جنازہ میں شرکت کی۔

چوہدری غلام مرتضیٰ کا انتقال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون وکارکن چوہدری غلام مرتضیٰ سابقہ کونسلر ۱۲؍جنوری کی صبح کو چک ۸۵ سکس آر ساہیوال میں انتقال کرگئے ہیں۔ مرحوم نیک سیرت، صالح طبیعت، دینی جذبہ ایثار وقربانی دینے والے بےلوث شخص تھے۔ نماز جنازہ قاری عبدالجبار نے پڑھائی۔ عالمی مجلس، مرحوم کے لواحقین اور پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہے اور مرحوم کے لئے دعاء گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطاء فرمائے۔ آمین!

مولانا رشید احمد رشیدی انتقال فرماگئے

جامعہ اشرف العلوم علاقہ بخشن خان تحصیل چشتیاں کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا رشید احمد رشیدی گذشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ مولانا نے جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے فراغت کے بعد جامعہ میں ہی تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تقریباً اپنے والد حافظ محمد عالمؒ کے قائم کردہ ادارے جامعہ اشرف العلوم میں ۲۲ سال بخاری شریف پڑھاتے رہے۔ اپنے علاقہ کے امیر کی حیثیت سے ختم نبوت کے رضاکاروں کی سرپرستی فرماتے رہے۔ عدالت تھانے اور عوامی اجتماعات میں مرزائیت کے کفر کو واضح کیا۔ علاقہ بھر کے قادیانیوں کو نکیل ڈالی ہوئی تھی۔ مولانا کی وفات کے بعد مولانا قاری احمد کو امیر اور مولانا رشید احمد رشیدیؒ کے بڑے بیٹے مولانا مسعود احمد رشیدی کو ناظم منتخب کیا گیا۔ تعزیتی پروگرام میں مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی، مولانا جلیل احمد اخوان، مولانا قاری منیر احمد ملتان، مولانا سیف الرحمان درخواستی کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء نے شرکت کی اور ان کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ ختم نبوت کی طرف سے مبلغ بہاول نگر مولانا محمد قاسم رحمانی نے بیان اور مولانا کے لئے بلندی درجات کی دعاء کی۔

چناب نگر میں قادیانی گھرانے کا قبول اسلام

اللہ تعالیٰ نے اس گھرانہ کے دل میں عظمت اسلام بٹھائی تو مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں

۵/فروری بروز جمعۃ المبارک ۲۰۱۰ء کے مبارک دن بعد از نماز جمعہ عبدالغفور بن غلام نبی اور اس کی اہلیہ کوثر پروین بنت شیر زماں بمعہ اپنے بیٹے محمد عدیل اور بیٹی میزش پروین کے آئے اور مولانا غلام مصطفیٰ کے دست حق پرست پر مذہب اسلام قبول کیا اور مرزا قادیانی معلون کی جھوٹی نبوت سے توبہ کر لی۔ اللہ تعالیٰ دونوں میاں بیوی مع ان کی اولاد کو استقامت والی زندگی، حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کے سایہ رحمت میں گزارنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین!

رتوچھ میں قادیانی نوجوان کا قبول اسلام

۱۲/ربیع الاول کو ضلع چکوال کے ایک گاؤں رتوچھ کے رہائشی ملک محمد گلستان نے قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کیا۔ ملک محمد گلستان نوجوانوں کے ایک جلوس کے ساتھ دارالعلوم ختم نبوت میں حافظ عمر حیات کے گھر آیا۔ ملک محمد گلستان نے حافظ عمر حیات، مفتی محمد خالد میر اور تمام مسلمانوں کے سامنے مرزا قادیانی پر لعنت بھیج کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اللہ رب العزت استقامت عطا فرمائیں۔ آمین!

قادیانیوں کے مربی امیر حمزہ کا قبول اسلام

گزشتہ دنوں اوکاڑہ میں قادیانیوں کے مربی امیر حمزہ نے مدینۃ الخیر کے مولانا قاری الیاس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ نومسلم نے اس بات کا عہد اور پختہ عزم کیا کہ میں قادیانیوں کے مکروفریب پر لعنت بھیجتا ہوں اور بغیر جبرو اکراہ کے اسلام قبول کرتا ہوں۔ اہل محلہ نے مٹھائی تقسیم کی۔ مولانا قاری الیاس، مولانا نور محمد، مولانا عبداللہ، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا خضر حیات اور مدینۃ الخیر کے طلباء نے دعا کی اللہ رب العزت اسے استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں بلوچستان کا حصہ

از قلم ...... جناب فیاض حسن سجاد

☆......ایک تاریخی دستاویز جس میں سربستہ راز کی پہلی مرتبہ نقاب کشائی ہو رہی ہے۔ ☆......چشم کشا واقعات۔ ☆......جب قادیانی صدر پاکستان کا عہدہ سنبھال رہا تھا۔ ایک تاریخی حقیقت، اسلم قریشی کی زبانی۔ ☆......لاہور میں تحریک ختم نبوت کے شہداء کے روح پرور واقعات۔ ☆......جسٹس منیر انکوائری کی رپورٹ کے اہم باب کے اقتباسات۔ ☆......منفرد تجزیہ۔ ☆......جب بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنایا جا رہا تھا۔ ☆......خان آف قلات میر احمد یار خان مرحوم کا ظفر اللہ قادیانی کو مومنانہ فراست کا جواب۔ ☆......مرزا قادیانی کی انگریز سامراج کی آبیاری کے اہم دستاویز، انکشافات پہلی مرتبہ منظر پر آرہے ہیں۔ ☆......علماء، مشائخ اور مجاہدین ختم نبوت کے روح پرور واقعات۔

رعایتی قیمت:-150/ روپے ڈاک خرچہ:-30/ روپے

ملنے کا پتہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان 061-4514122
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آرٹ سکول روڈ کوئٹہ 081-2841995
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد عائشہ حسین اسٹریٹ مسلم ٹاؤن لاہور 042-5862504
دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ایم۔اے جناح روڈ کراچی 021-2780337

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ!

تقریر وتحریر کے اداب

مولانا محمد زید مظاہری، مولانا محمد اسحق ملتانی۔ ہر دو حضرات حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی تصنیفات، خطبات، ملفوظات سے مختلف عنوانات پر بڑی عرق ریزی کے ساتھ مواد جمع کر کے کتابیں شائع کرنے کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مقررین، علماء، خطباء، مؤلفین، کالم نگار کے لئے یہ کتاب رہنمائی کا کام دے گی۔ امید ہے کہ اس سے نفع اٹھایا جائے گا۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے مل سکتی ہے۔

اصلاحی خطبات ومقالات

عالم ربانی، مصلح کبیر مولانا مفتی عبدالقادرؒ شیخ الحدیث دارالعلوم کبیر والا ایک مقبول بارگاہ الٰہی شخص تھے۔ حق تعالیٰ نے ان سے اصلاح خلق کا بہت سا کام لیا۔ ان کے خطبات ومقالات کو حضرت مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری نے جمع کیا ہے۔ سید محمد اکبر شاہ بخاری خود مصنف کتب کثیرہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت کام لیا ہے۔ بہت سے اکابر کے علمی خزانہ کے عوام وخواص کے لئے آپ نے دروازے وا کئے ہیں۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ چارصد صفحات کی یہ کتاب ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان نے شائع کی ہے۔

شمع رسالت کے پروانوں کے ایمان افروز واقعات

رسول اللہﷺ کی ذات اقدس کے محبت کرنا ایمان کی شرط اوّل ہے۔ عشق رسولﷺ کو اجاگر کرنے والوں، تاریخ اسلام کے مستند بے شمار واقعات کے انتخاب پر مشتمل یہ کتاب ہے جو محترم مولانا محمد اسحق ملتانی کے ذوق تصنیف وتالیف وترتیب کی آئینہ دار ہے۔ خلفائے راشدین کے عہد زریں سے لے کر عہد حاضر تک کے اہم اہم واقعات کو مختلف کتب ورسائل سے جمع کر کے یہ کتاب مرتب کی ہے۔ جو بہت ہی مبارک کارنامہ ہے۔ محنت کے علاوہ خود مرتب کے عشق رسالت مآبﷺ کی دلیل یہ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی مبارک فرمائیں۔ قابل قدر معلومات کا خزانہ ہے۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان سے پونے پانچ صد صفحات کی یہ دستاویز حاصل کی جاسکتی ہے۔

خطبات حضرت جیؒ

تبلیغی جماعت کے اپنے عہد میں روح رواں حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ نے مسجد نبوی کے حلقہ جات میں مختلف مواقع پر بیانات کئے۔ انہیں اس کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب کی افادیت وثقاہت کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا اسم مبارک ہی کافی ہے۔ تالیفات اشرفیہ ملتان سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

علماء کرام وخطباء حضرات سے اپیل

ہر ماہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کیلئے وقف کریں

...... عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔ چنانچہ امام زین نجیمؒ نے الاشباہ والنظائر ص۱۰۲ پر لکھا ہے کہ: ’’اذا لم یعرف ان محمد ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات ‘‘جس شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔

...... آئین پاکستان کی رو سے قادیانی کافر ہیں۔ جبکہ وہ خود کو مسلمان اور امت محمدیہ کو کافر کہہ کر آئین سے بغاوت کر رہے ہیں۔

...... تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد تحریک نظام مصطفی ﷺ، تحریک ایم، آر، ڈی، شیعہ سنی تنازعہ، لسانی قضیہ، عراق، ایران۔ کویت، عراق جنگیں، افغانستان میں روسی پھر امریکی یلغار، سقوط عراق سے سانحہ لال مسجد تک ہوشربا اور سنگین مسائل اور مجبوریوں کی وجہ سے ختم نبوت کے تحفظ کا کام اور قادیانیت کے احتساب کے عمل کی خطابت میں ثانوی حیثیت ہوگئی۔ حالانکہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تبلیغ اور جہاد جیسے فرائض کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال سے ہے اور ختم نبوت کا تعلق حضور ﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔

...... ختم نبوت کی پاسبانی براہ راست ذات اقدس کی خدمت کرنے کے مترادف ہے۔

...... لہٰذا: تمام خطیب حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کم ازکم ہر ماہ کا ایک جمعہ مسئلہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کر کے شفاعت نبویؐ کے مستحق بنیں۔ قادیانیت سے خود بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

والسلام!

(مولانا خواجہ خواجگان) خواجہ خان محمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان - فون: 4514122

اسلام زندہ باد

ختم نبوت زندہ باد

بتاریخ 16 اپریل 2010 بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عصر تا رات گئے تک

تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

بمقام: ایم اے جناح روڈ متصل مرکزی جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم

زیر صدارت: حضرت مولانا خواجہ خواجگان قطب الاقطاب خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم

اسلام زندہ باد

ختم نبوت زندہ باد

19 اپریل 2010 بروز پیر بعد نماز عشاء

تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

بمقام: شاہی جامع مسجد الصادق بہاولپور

زیر صدارت: حضرت مولانا خواجہ خواجگان قطب الاقطاب خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

بمقام

فوارہ چوک بار کلب ایبٹ آباد

تاریخی سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ 9 مئی 2010 بروز اتوار بوقت 10 بجے دن

زیر سرپرستی

قائد تحریک ختم نبوت

حضرت قطب الاقطاب مخدوم المشائخ، مولانا خواجہ خواجہ خواجگان

خان محمد صاحب

امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

برائے رابطہ

0333-5056009
0300-9119567

شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایبٹ آباد